نمبر ۸۳ مورخہ ۴ شوال سنہ ۱۳۵۳ھ یوم پنجشنبہ مطابق ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۳۵ء جلد ۲۲

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ۸- جنوری بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خیر و عافیت ہے۔

۸- جنوری بعد نماز عصر جناب چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے ناظر اعلیٰ کی زیر صدارت ایک تبلیغی جلسہ ہوا جس میں شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور و گیانی واحد حسین صاحب نے ..... دلچسپ تقریریں کیں۔ اور سکھوں کے ان اعتراضات کے جواب دیئے۔ جو انہوں نے حال ہی میں ایک جلسہ میں اسلام اور جماعت احمدیہ پر کئے۔

عید الفطر کے موقعہ پر دعوت طعام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے گزشتہ سال عید الفطر کے موقعہ پر مشترکہ دعوت کی جو تجویز فرمائی تھی۔ اس پر اس سال بھی کامیابی کے ساتھ عمل کیا گیا۔ اور گزشتہ سال عجلت اور بیماری کی وجہ سے جو دقتیں پیش آئی تھیں اب کے رونما نہ ہوئیں۔ جملہ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ڈیڑھ صد کے قریب مہمان۔ قادیان کے غرباء اور نواحی دیہات کے بعض اصحاب مدعو تھے۔ ان کے علاوہ قادیان کے جن دوستوں نے تین آنہ فی کس کے حساب سے چندہ دیا۔ وہ بھی دعوت میں شریک ہو سکے گئے۔ جو دوست بال بچوں سمیت شامل ہوئے ان کے گھروں پر مغرب کی نماز سے پہلے پہلے کھانا جو پلاؤ۔ گوشت روٹی پر مشتمل تھا۔ پہونچا دیا گیا۔ مشترکہ دعوت مسجد اقصےٰ میں بعد نماز مغرب ہوئی۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بھی شرکت فرمائی۔

اس انتظام کے جنرل انچارج جناب ناظر صاحب اعلیٰ تھے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فہرست مرتب کرنے کا کام جناب ناظر صاحب تعلیم و تربیت کے سپرد تھا۔ چندہ دہندگان کی فہرست اور تحصیل چندہ جناب ناظر صاحب بیت المال کے ذمہ تھا۔ غرباء کی فہرست کی تیاری کا کام جناب ناظر صاحب امور عامہ نے کیا۔ کھانا تیار کرانے کی ذمہ واری جناب ناظر صاحب ضیافت پر تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انتظام ہر لحاظ سے عمدہ تھا اور کسی قسم کی کوئی تکلیف پیش نہیں آئی۔ اندازہ ہے۔ کہ اس انتظام کے ماتحت چار ہزار کے قریب آدمیوں کو کھانا کھلایا گیا۔ ۲۰ من آٹا ۴۷ دیگ پلاؤ اور ۲۰ دیگ گوشت صرف ہوا۔

مجلس مشاورت جماعت احمدیہ ۱۹۳۵ء کے انعقاد کے متعلق اعلان

حسب ہدایت سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز جملہ جماعت ہائے احمدیہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ امسال مجلس مشاورت کا انعقاد ایسٹر کے ایام میں مورخہ ۱۹ - ۲۰ - ۲۱ - اپریل ۱۹۳۵ء کو انشاء اللہ ہوگا ؛؛

چاہیئے کہ تمام جماعتیں باقاعدہ اپنے اجلاس منعقد کر کے مجلس مشاورت کے نمائندگان کا انتخاب کریں - اور ۱۸ - مارچ تک اس انتخاب٭ سے دفتر سکرٹری مجلس مشاورت کو باقاعدہ اطلاع دیں۔ ضروری ہوگا۔ کہ ہر جماعت باقاعدہ ایک تحریر اس امر کی تصدیق کی سکرٹری مجلس مشاورت کے پاس بھیجے۔ کہ فلاں فلاں دوست ہماری جماعت کی طرف سے اس سال کے لئے مجلس مشاورت کے نمائندے منتخب کئے گئے ہیں اور نمائندگان جب مشاورت کے موقعہ پر تشریف لائیں۔ تو اس وقت بھی ایک نقل اس تصدیق کی اپنے ہمراہ لائیں ؛؛

ایجنڈا اور پروگرام مجلس مشاورت حسب فیصلہ سیدنا امیر المومنین ۱۹ - مارچ تک جماعتوں کو انشاء اللہ تعالےٰ بھیج دیا جائے گا ؛؛

٭ نوٹ :- جماعتوں کے امراء بحیثیت اپنے عہدہ کے بغیر کسی مزید انتخاب کے مجلس مشاورت میں بطور اپنی جماعت کے نمائندے کے شریک ہو سکتے ہیں ؛؛ المعلن سکرٹری مجلس مشاورت قادیان

جلسہ سالانہ پر حضرت خلیفۃ المسیح کے باڈی گارڈ کا انتظام

اخبار الفضل کی اشاعت مورخہ یکم جنوری ۱۹۳۵ء کے صفحہ ۱۱ پر شائع ہوا ہے۔ کہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے باڈی گارڈ کا انتظام چودھری فقیر محمد صاحب کورٹ انسپکٹر رہتک کے سپرد تھا لفٹننٹ چودھری عبداللہ خان صاحب ایگزیکٹو آفیسر قصور - لفٹننٹ تاج محمد خان صاحب اسمٰعیلہ ضلع پشاور - اور لفٹننٹ محمد حسین خان صاحب ان کے نائب تھے! مگر یہ درست نہیں ہے انتظام یہ تھا۔ کہ چودھری فقیر محمد صاحب انسپکٹر پولیس بہاولپور اس سب انتظام کے انچارج تھے۔ اور اس شعبہ میں اُن کے نائب مندرجہ ذیل احباب تھے ؛؛

(۱) چودھری عبداللہ خان صاحب ایگزیکٹو آفیسر قصور -
(۲) میاں غلام محمد صاحب اختر سٹاف وارڈن لاہور
(۳) ملک عبدالرحمٰن صاحب مالک فلور ملز قصور ؛؛
(۴) صاحبزادہ محمد طیب صاحب خلف الرشید حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کابل ؛؛
(۵) سردار امیر محمد خان صاحب تمندار کوٹ قیصرانی -
(۶) میاں نصر اللہ خان صاحب }
(۷) میاں رحمت خان صاحب } شیخ پور - گجرات

نیز باڈی گارڈ کے شعبہ کے علاوہ چودھری شاہ محمد صاحب و منشی جان محمد صاحب و اخوند محمد افضل خان صاحب ریٹائرڈ سب انسپکٹرز پولیس نے معہ اپنے معاونین کے حفاظت قصر خلافت اور ملاقات کے موقعوں پر نہایت محنت اور اخلاص سے کام کیا۔

میں اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے چودھری فقیر محمد صاحب اور ان کے مندرجہ بالا نائبوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے نہایت اخلاص و جانفشانی اور تن دہی سے صبح سات بجے سے لے کر رات کے ایک ایک بجے تک ڈیوٹی دی۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان احباب کو بیش از بیش خدمات دینیہ کی توفیق عطا فرمائے۔ خاکسار یوسف علی - پرائیویٹ سکرٹری ؛؛

کتاب اظہار الحق کے متعلق اعلان

مولوی غلام احمد صاحب مجاہد کی کتاب "بیان المجاہد" کو بعض انتظامی مصلحتوں کی وجہ سے کہ جو نظارت ھذا کے ساتھ ہی تعلق رکھتی تھیں۔ تا اطلاع ثانی ممنوع البیع قرار دیا گیا تھا۔ اور جلسہ سالانہ ۱۹۳۳ء میں بذریعہ پوسٹروں اور نوٹس بورڈ کے "اظہار الحق" نام کے ساتھ اس کی اجازت خرید کا اعلان کر دیا گیا تھا۔ مگر جلسہ سالانہ کے بعد معلوم ہوا۔ کہ احباب نے اس کتاب کی طرف توجہ اس لئے نہیں کی۔ کہ اخبار میں میری اجازت کے اعلان کو ضروری سمجھا۔ چونکہ میں نے اُسی جلسہ کے موقعہ پر اخبار الفضل میں بھی اعلان کرنے کے لئے آرڈر دیدیا تھا۔ اس لئے یہی سمجھتا رہا۔ کہ اخبار میں اعلان ہو چکا ہے۔ مگر بعد کی تحقیقات سے معلوم ہوا۔ کہ اعلان فی الواقعہ نہیں ہوا۔ پھر کشمیر کے لمبے دورے کی وجہ سے اس اعلان میں اور تاخیر ہو گئی۔ اور کتاب مذکور اس سال جلسہ سالانہ میں بھی احباب کی توجہ سے محروم رہی۔ لہٰذا میں اس اعلان کے ذریعہ احباب کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اس کتاب کی ممانعت عرصہ ہوا کہ اٹھا دی گئی۔ اور "اظہار الحق" نام کے ساتھ اس کتاب کی خرید و فروخت کی اجازت دیدی گئی ہے ؛؛

چونکہ کتاب بہت سی مفید معلومات کا ذخیرہ ہے۔ اور مخالفین کے اہم اعتراضات کے تحقیقی و الزامی جوابات کا مجموعہ ہے۔ اس لئے احباب کو چاہیئے۔ کہ اس سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔ ناظر دعوت و تبلیغ - قادیان ؛؛

احراریوں کی اشتعال انگیزیوں کا نتیجہ

ایک لڑکا قتل کرنے کیلئے قادیان بھیجا گیا

۱۸ - نومبر کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی کوٹھی دار الحمد واقعہ دار الانوار میں ایک نوعمر لڑکا مشتبہ حالت میں پھر رہا تھا۔ کوٹھی کے ملازموں میں سے کسی کو شک پیدا ہوا۔ اور پولیس میں رپورٹ کی گئی۔ اسی اثناء میں لڑکے کو بھی چونکہ افشا کا خدشہ پیدا ہو گیا۔ اس لئے وہ چپکے سے سٹیشن کی طرف چلا یا اور امرتسر کا ٹکٹ لے کر ۲ بجے والی گاڑی میں بیٹھ گیا۔ جہاں سے پولیس نے اسے جا کر اتارا۔ اور تلاشی لینے پر اس سے ایک چھرا برآمد ہوا۔ پولیس نے اس کا چالان کیا۔ جو مسٹر ڈزنی مجسٹریٹ درجہ اول گورداسپور کی عدالت میں پیش ہوا۔ لڑکے نے بیان دیتے ہوئے کہا۔ کہ میں ضلع ہزارہ کا رہنے والا اور غلام محمد وائیں قالین مرچنٹ امرتسر کے پاس ملازم ہوں۔ جن کی دوکان مسجد خیر الدین کے پاس واقعہ ہے۔ اس مسجد میں احراری مولویوں کی تقریریں اکثر ہوتی رہتی تھیں۔ جنہیں میں سُنا کرتا تھا۔ اور ان تقریروں کے سُننے سے مجھ پر یہ اثر ہوا۔ کہ خلیفۂ قادیان کو مار دینا چاہیئے۔ کیونکہ یہ ایک شرکی کا کام ہے۔ چنانچہ میں نے اپنے ماموں کے گھر سے چھرا لیا۔ اور قادیان اس نیت سے آیا۔ میرا ارادہ تھا۔ کہ خلیفہ صاحب سے بحث کرونگا اور اگر وُہ قرآن سے کوئی دلیل نہ دے سکے۔ تو ان پر چھرے سے حملہ کر دوں گا۔ لیکن موقعہ نہ ملا۔ اس کے ماموں نے بھی اس امر کی شہادت دی تھی۔ کہ میرے ہاں سے یہ چھرا لے آیا تھا۔ جس کا مجھے علم نہیں ہوا۔ عدالت نے اسے ڈیڑھ سال قید اور چار سال ریفارمیٹری سکول میں رکھے جانے کی سزا دی ؛؛

احراریوں نے اس کے متعلق سشن میں اپیل دائر کی۔ اور معلوم ہوا ہے۔ سزا میں کچھ تخفیف ہو گئی ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ احراری کس قسم کی شرارتوں میں مصروف ہیں ؛؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل

نمبر ۸۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۴ شوال ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

اخبار "احسان" سے چند سوالات

اسلام کے مقابلہ میں عیسائیت کے حامی مسلمانوں کے عقائد

اخبار "احسان" کے مدیر کو اگرچہ مولوی ظفر علی صاحب کی صحبت راس نہ آئی۔ اور کچھ عرصہ بعد چند اور افراد کو لے کر وہ اپنا علیحدہ اڈا قائم کرنے کے لئے مجبور ہو گئے لیکن یہ سبق انہوں نے دفتر "زمیندار" میں ہی پڑھا۔ کہ عوام کو دھوکہ دینے اور اپنی دوکان چمکانے کے لئے اگر کوئی آسان اور سہل الحصول صورت ہو سکتی ہے۔ تو وہ یہی ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے خلاف شرارت در افتنہ پردازی کی جائے۔ دروغگوئی اور افترا پردازی سے کام لیا جائے۔ اور احمدیت کے ناکام و نامراد دشمن آج تک کذب بیانیوں افترا پردازیوں اور بیہودہ گوئیوں کے جو کرم خوردہ پلندے چھوڑ گئے ہیں۔ انہیں قادیانیت کے کاسہ سر پر اسلام کے البرز شکن گرز کی ضرب کاری بتا کر از سر نو پیش کیا جائے ؛

مدیر "احسان" کا ڈھونگ

اس کے لئے انہوں نے یوں ڈھونگ رچایا۔ کہ پہلے تو متواتر کئی دنوں تک چوکھٹے میں "میرزائیوں کے لئے صلائے عام" کے عنوان سے بلہجہ ہٹلر اور بطرز مسولینی یہ اعلان فرماتے رہے۔ کہ "دین اسلام کی حقیقت کو سمجھنا چاہتے ہو۔ تو اپنے اشکالات بیان کرو۔ ضلالت اور جہنم کی راہ سے بچو۔ اسلام اور خوز کی طرف آؤ" گویا "دین اسلام کی حقیقت" "مدیر احسان" پر ہی منکشف ہوئی ہے۔ اور آج تک تمام مسلمانوں میں سے کوئی ایک فرد بھی ایسا پیدا نہیں ہوا۔ جو "مرزائیوں" کو "حقیقت اسلام" سمجھنے کی "صلائے عام" دینے کی جرأت کر سکتا۔ پھر یہی نہیں کسی کو جہنم میں دھکیلنا اور فوز کی طرف لیجانا بھی انہیں کے اختیارات میں داخل ہے۔ اور خاص کر "مرزائیوں" کے متعلق تو انہیں مختار کل بنا دیا گیا ہے۔ حالانکہ جس لب و لہجہ میں انہوں نے "صلائے عام" دی ہے۔ اور جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ انسانیت انکے قریب بھی نہیں پھٹکی۔ اس کی وجہ سے انہیں صرف جہنم کے داروغہ سے ہی نسبت دی جا سکتی ہے ؛

بد دیانتی اور دھوکہ دہی

بہر حال انہوں نے پے در پے اعلان کیا۔ اور پھر خود ہی اپنے ڈھب کے چند سوالات بنا کر لکھ دیا۔ کہ یہ "متعدد میرزائی صاحبان کی طرف سے موصول ہوئے ہیں"۔ حالانکہ اگر وہ سوالات احمدیوں نے بھیجے تھے۔ تو شرافت اور دیانت کا تقاضا یہ تھا۔ کہ جب اس زور و شور کے ساتھ احمدیوں کو صلائے عام دی گئی تھی۔ تو ان کی طرف سے جو استفسارات آئے تھے۔ وہ انہیں کے الفاظ میں اور ان کے نام سے شائع کئے جاتے۔ ان کے نام شائع نہ کرنے کی وجہ سوائے اس کے کیا ہو سکتی ہے۔ کہ یا تو وہ احمدی ہی نہیں۔ یا پھر انہوں نے جو سوالات بھیجے۔ وہ ان کے الفاظ میں شائع نہیں کئے گئے۔ بلکہ ان کو بگاڑ کر پیش کیا گیا ہے۔ پس بغیر نام کے سوالات شائع کرنا اور ایک ایک دو دو فقروں کے بے معنی اور بے ڈھنگے سوالات گھڑ کے انہیں احمدیوں کی طرف منسوب کر دینا پہلی بد دیانتی اور دھوکہ دہی ہے جو "دین اسلام کی حقیقت" سمجھانے کے مدعی نے چھوٹتے ہی کی ؛

اور دھوکہ دہی

اس کے بعد جب خود ساختہ استفسارات کے جواب دینے کی باری آئی۔ تو مدیر موصوف نہایت بے تکلفی کے ساتھ وہی سیاق و سباق سے علیحدہ کئے ہوئے حوالجات پیش کر کے ان سے وہی استدلال کرنے شروع کر دیئے۔ جو ان سے قبل سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بیسیوں ناکام مخالف کر چکے ہیں اور ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ جو کچھ لکھ رہے ہیں۔ اس میں کوئی ایک بات بھی ایسی نہیں۔ جو احمدیت کے مخالفین پہلے پیش نہ کر چکے ہوں۔ اور اس کا ہماری طرف سے مدلل جواب نہ دیا جا چکا ہو۔ ایسی حالت میں اس خرافات کو "قادیانیت کے کاسہ سر پر اسلام کے البرز شکن گرز کی ضرب کاری" قرار دینا۔ "میرزائیوں کے استفسارات کا فیصلہ کن جواب کہنا۔ اور ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین کا مطالبہ کرنا ایک اور بد دیانتی اور دھوکہ دہی نہیں تو اور کیا ہے ؛

اسی سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ضلالت اور جہنم

تحریک جدید کی تشریح

رقم فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(۱) دوست اچھی طرح سمجھ لیں۔ کہ چندہ کی نئی تحریکیں جن کی میزان ساڑھے ستائیس ہزار بنتی اور جن کا مطالبہ گذشتہ خطبات میں جماعت سے کیا گیا ہے۔ وہ صرف پہلے سال کے لئے ہیں

(۲) یہ تحریکات نئے سرے سے تین سال تک پہلا سال ختم ہونے پر دوبارہ شائع ہوتی رہینگی۔ صرف فرق یہ ہو گا۔ کہ آئندہ دو سالوں میں ساڑھے بائیس ہزار سالانہ کی تحریک کی جائے گی۔

(۳) جنہوں نے اس سال چندہ دیا ہے۔ یا اس کا وعدہ کیا ہے۔ وہ مجبور نہیں ہونگے۔ کہ آئندہ سالوں کی تحریکات میں ضرور حصہ لیں۔ یا اتنا ہی حصہ لیں۔ جتنا اس سال لیا ہے۔ بلکہ یہ ان کے اخلاص اور ان کی اس وقت کی مالی حالت پر منحصر ہو گا ؛

(۴) بہر حال اس وقت جو دوست چندہ لکھوا رہے ہیں۔ یا لکھوائیں گے۔ وہ اسی سال کا چندہ ہو گا۔ نہ کہ تینوں سالوں کا۔ اس لئے جو دوست قسط وار چندہ کی رقم پوری کرنا چاہیں۔ ان کی قسطیں پہلے بارہ ماہ کے اندر ختم ہو جانی چاہئیں۔ اور جو یکمشت دیں۔ وہ سمجھ لیں۔ کہ انہوں نے پہلے سال کی تحریک کا چندہ دیا ہے۔ نہ کہ تین سالوں کا ؛

میرزا محمود احمد۔ خلیفۃ المسیح

کی راہ سے بچانے کا ادعا کرنے والے صاحب خود کس دیدہ دلیری کے ساتھ اس راہ پر قدم مار رہے ہیں؟ اگر ضرورت سمجھی گئی۔ تو "احسان" کے اس سلسلہ مضامین کے ختم ہونے پر اس کا بھی اسی طرح قلع قمع کر دیا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ جس طرح کئی بار پہلے کیا جا چکا ہے۔ لیکن فی الحال ہم مدیر "احسان" کی خدمت میں نمونۃً چند وہ سوال پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ جن کی وجہ سے عیسائی صاحبان اسلام کے مقابلہ میں عیسائیت کی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں اپنے خداوند مسیح کی۔ اور تمام صحابہ کرام اور بزرگان اسلام کے مقابلہ میں حضرت مسیح کے حواریوں کی فضیلت اور برتری ثابت کرتے ہیں۔ اور ستم بالائے ستم یہ کہ اس کی بنیاد انہی عقائد پر رکھتے ہیں۔ جو مدیر "احسان" اور ان کے ہمنواؤں کے ہیں۔ گویا عیسائیت کی فضیلت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حضرت مسیح کی برتری اور یسوع مسیح کے "خداوند" ہونے کا ثبوت مدیر "احسان" اور ان کے ہم عقیدہ لوگ خود عیسائیوں کے لئے بہم پہنچانے والے ہیں۔ اور دیکھنا چاہیئے۔ کہ دین اسلام کی حقیقت سمجھانے کا دعویٰ رکھنے والے علامہ بے بدل اپنے عقائد کو قائم رکھتے ہوئے عیسائیت کے مقابلہ میں اسلام کی فضیلت کیونکر ثابت کر سکتے ہیں۔ اور تثلیث کے پھندے میں پھنسے ہوئے لوگوں کو کس طرح جہنم کی راہ سے بچا کر اسلام اور نور کی طرف لاتے ہیں۔

اول تو جب کہ "احسان" نے خود صلائے عام دی ہے کہ احمدی جو سوال ان سے کرنا چاہیں۔ کر سکتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ ہمارے پیش کردہ سوالات کو قابل اعتناء نہ سمجھیں۔ علاوہ ازیں جو سوالات بطور نمونہ ہم پیش کرنا چاہتے ہیں۔ وہ نہایت اہم ہیں۔ اور ان کی وجہ سے اسلام پر اتنی بڑی زد پڑتی ہے۔ کہ کچھ باقی ہی نہیں رہتا۔

"قادیانیت" مسلمانوں کو جو کچھ سکھاتی ہے۔ وہ تو یہی ہے کہ اسلام کی تعلیم پر عمل کر کے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی برکت سے آپ کا امتی بنی اسرائیل میں آنے والے حضرت مسیح سے بھی بڑھ کر مرتبہ حاصل کر سکتا ہے۔ اور باوجود اس کے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام اور آپ کا خادم کہلاتا ہے۔ جس سے آپ کی شان بہت بلند ثابت ہوتی ہے۔ اس پر تو مدیر احسان کو اس قدر تاؤ آیا۔ کہ "البرز شکن گرز کی ضرب کاری" لگانے کے لئے چل پڑے۔ لیکن عیسائیت جو انہی عقائد کی بنا پر اسلام کو نابود کر دینے پر تلی ہوئی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں حضرت مسیح کو بہت بڑا مرتبہ دے رہی ہے۔ حتیٰ کہ انہیں خداوند بنائے بیٹھی ہے۔ اور جو مسلمانوں کو اسلام سے دست بردار کر کے اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ اس کے "کاسہ سر" پر کیوں "البرز شکن گرز کی ضرب کاری" نہیں لگائی جاتی۔ اور کیوں اسے پاش پاش نہیں کر دیا جاتا۔ کیا اس کی وجہ سوائے اس کے کوئی اور ہو سکتی ہے۔ کہ دراصل یہ لوگ مسلمان صرف نام کے ہیں۔ حقیقت میں عیسائیت کے پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ بہرحال سوالات یہ ہیں۔

پہلا سوال

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کلمۃ اللہ اور روح اللہ کے جو الفاظ قرآن میں آئے ہیں۔ ان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کیا خصوصیت ظاہر ہوتی ہے۔ اور کیا ایک حدیث کی بنا پر مسلمانوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے۔ کہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ مس شیطانی سے پاک ہیں۔ اگر یہ عقیدہ ہے تو عیسائیوں کے حسب ذیل اعتراض کا کیا جواب ہے۔ کہ

"خداوند یسوع مسیح از روئے قرآن چونکہ کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں۔ اور از روئے احادیث پیغمبر اسلام صرف وہ اور ان کی والدہ محترمہ مس شیطانی سے پاک ہیں۔ اس لئے ان کا ثانی کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کسی مذہب میں یہ طاقت ہے کہ خداوند جیسی اوصاف والی ہستی معرض ظہور میں لا سکے۔"

دوسرا سوال

مدیر احسان جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس دعویٰ پر ناک بھوں چڑھاتے۔ آپ کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے اور آپ کے خلاف بے ہودہ سرائی کرتے رہتے ہیں۔ کہ اسلام کی تعلیم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی برکت نے آپ کو مسیح کا نام بخشا۔ ان کے پاس عیسائیوں کے اس اعتراض کا کیا جواب ہے۔ کہ

"اسلام خداوند مسیح تو کیا ان کے حواریوں جیسے اوصاف والی مقدس ہستیاں بھی پیدا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ قرآن کے رو سے یہ ثابت ہے۔ کہ حواریان خداوند وحی الٰہی سے مستفیض فرمائے گئے۔ جیسے واذ اوحیت الی الحواریین۔ کی آیت سے ثابت ہے۔"

مطلب یہ کہ مسلمان ایک طرف تو یہ مانتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کی امت میں سے کسی پر وحی نازل نہیں ہو سکتی۔ اور دوسری طرف قرآن کریم میں یہ لکھا ہے۔ کہ حضرت مسیح کے حواریوں کو وحی کی گئی۔ اس سے صاف نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام تو الگ رہے۔ ان کے حواریوں جیسے اوصاف والی ہستیاں بھی پیدا کرنے کی اسلام طاقت نہیں رکھتا۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ مسیح کے حواریوں کو تو وحی ہو۔ مگر کسی مسلمان کو نہ ہو۔ اس کا اگر کوئی جواب ہو۔ تو پیش کیا جائے

احراریوں کے مقابلہ میں احمدیت کی لازمی فتح

احراریوں نے اگرچہ جماعت احمدیہ کے خلاف کینہ ور دشمنوں کی جن میں حکومت کے افسر اور دوسرے با اثر لوگ بھی شامل ہیں خفیہ و علانیہ امداد حاصل کر کے اور عوام کو اشتعال دلا کر ہر جگہ احمدیوں پر تشدد شروع کر رکھا ہے۔ اور ہر طرح نقصان پہنچانے اور تکالیف میں مبتلا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو جو صبر اور استقلال عطا کیا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جماعت میں خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر قسم کی تکالیف برداشت کرنے اور آگے قدم بڑھانے کی جو روح پھونک دی ہے۔ اس نے احمدیت کے بدترین دشمنوں کو بھی لرزہ براندام کر رکھا ہے اور وہ اپنی اندرونی غلاظتوں اور اپنی بد افعالیوں پر نظر کرتے ہوئے سمجھ رہے ہیں کہ باوجود اپنی کثرت کے باوجود بہت بڑے سازو سامان کے اور باوجود اپنے مددگاروں کے جماعت احمدیہ پر غالب آنا ان کے لئے ناممکن ہے۔ اور سمجھ ہی نہیں رہے۔ بلکہ علانیہ اعتراف کر رہے ہیں۔ کہ فتح و نصرت جماعت احمدیہ کے لئے مقدر ہے چنانچہ مجلس احرار کے صدر حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی کا ایک مضمون ۲۳ جنوری کے "احسان" میں شائع ہوا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں

"مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ حق تعالیٰ دین کے مدعیوں (احراریوں اور ان کے مددگاروں) کو مرزائیوں کے ہاتھ سے سزا دلانا چاہتے ہیں۔"

پھر لکھا ہے۔ "بیس برس میں میں نے دیکھا ہے۔ کہ جب آزادیٔ ہند کے لئے علماء و مشائخ اور انگریزی دان طبقہ کو دعوت دی گئی۔ تو انہوں نے یہ عذر تراشا کہ حکومت وقت ہمارے مذہبی معاملات میں مداخلت نہیں کرتی۔ اس لئے ہم تمہارے ساتھ شریک نہیں ہو سکتے۔ اس کے بعد حرمت رسول کا مسئلہ آیا۔ اس وقت بھی مصلحتوں نے زبانوں کو بند رکھا۔ تحریک کشمیر جو خالص اسلامی تحریک تھی۔ اس وقت بھی عذر تراشے گئے۔ اب قدرت نے علماء و مشائخ کی آخری آزمائش کی ہے۔ کہ آیا وہ جس جماعت کو پچاس برس سے کافر اور مرتد کہتے چلے آتے ہیں۔ ان کے اس کہنے میں سچائی ہے بھی یا نہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے۔ اس فرضی تقدس کا قدرت ملحدین کے ہاتھ سے خاتمہ کرانا چاہتی ہے۔"

جو لوگ اپنے "تقدس" کو خود ہی فرضی سمجھ رہے ہوں۔ ان کا اس فرضی تقدس کا خاتمہ کرنے والوں کو ملحدین قرار دینا کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے۔ ہم اس بارے میں صرف اتنا ہی کہنا کافی سمجھتے ہیں۔ کہ یہ بالکل درست ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے نام نہاد علماء اور مشائخ کے اس فرضی تقدس کا خاتمہ کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ اور آپ کی قائم کردہ جماعت یقیناً اس کا خاتمہ کرے گی۔ احراریوں کا مشورہ شر

قبر مسیح کے متعلق تحقیقاتِ جدید

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی تقریر جو آپ نے ۲۶ر دسمبر جلسہ سالانہ کے موقع پر کی :: (ایڈیٹر)

میں اس سال گرمیوں میں اس لئے کشمیر گیا تھا۔ کہ قبر مسیح کے متعلق مزید تحقیقات کروں۔ مگر وہاں جا کر بیمار ہو گیا۔ اور کام پورا نہ کر سکا۔ پھر بھی بہت سی نئی باتیں معلوم ہوئی ہیں۔ قریباً اسی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ اور بہت سے پرانے کھنڈرات دیکھے۔ لیکن ان کا ذکر کرنے سے قبل میں ایک سوال کا جواب دینا چاہتا ہوں ::

کشمیر میں قبر مسیح کا خیال کیسے پیدا ہوا

بعض دوست سوال کرتے ہیں۔ کہ آیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وحی کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے خبر دی گئی تھی۔ کہ حضرت مسیح کی قبر کشمیر میں ہے۔ اس کے متعلق کوئی وحی یا الہام تو مجھے نہیں ملا۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ ابتداء اس کی یوں ہوئی۔ کہ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجلس میں بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں آیت کریمہ واوینٰھما الی ربوۃ ذات قرار ومعین پر غور کر رہا تھا۔ اور اس پر غور کرتے ہوئے مجھے ایسا معلوم ہوا۔ کہ گویا وہ مقام ایسا ہے۔ جیسے کشمیر اس پر حضرت خلیفہ اولؓ نے فرمایا۔ کہ میں نے دوران قیام کشمیر میں سنا تھا۔ کہ یہاں ایک قبر ہے۔ جسے عیسیٰ کی قبر کہتے ہیں۔ اور یہ بات مجھے خلیفہ نور الدین صاحب نے بتائی تھی۔ جو اپنی ڈیوٹی کے سلسلہ میں سارے شہر کا گشت کیا کرتے تھے۔ اور کہ بعض لوگ اسے نبی کا روضہ اور بعض شہزادہ نبی کا روضہ کہتے ہیں۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خلیفہ نور الدین صاحب کو جموں سے بلایا۔ اور آپ کو حکم دیا۔ کہ سری نگر جا کر اس کے متعلق مکمل تحقیقات کریں۔ چنانچہ خلیفہ صاحب وہاں گئے۔ اور چھ ماہ وہاں رہے۔ اس عرصہ میں انہوں نے وہاں کے بڑے بڑے علماءؒ سے دستخط حاصل کر لئے۔ کہ یہاں یہ قبر عیسےٰ کی قبر مشہور ہے۔ اور بعض لوگوں نے اس کی تائید میں بعض قلمی کتابوں سے بھی شہادتیں پیش کیں۔ اسوقت کشمیری لوگ صاف کہہ دیتے تھے۔ کہ یہ کس کی قبر ہے۔ مگر بعد میں پنجاب کے مولویوں نے جا کر ان کو اس سے روکا۔ اور منع کیا کہ اب مت کہا کرو۔ چنانچہ اب اگر کوئی وہاں جا کر دریافت کرے۔ تو وہ عیسےٰ کی قبر نہیں کہتے۔ بلکہ نبی صاحب کی یا یوز آسف کی قبر کہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی خلافت کے ابتدائی ایام میں جب وہاں گئے۔ تو ایک نوے سال کی بڑھیا وہاں بیٹھی تھی۔ آپ نے اس سے دریافت کیا۔ کہ یہ کس کی قبر ہے۔ تو اس نے کہا۔ کہ انیس سو سال گزر گئے۔ اب کون جانتا ہے کہ یہ کس کی قبر ہے۔ اور کس کی نہیں ::

ایک پرانا تولیت نامہ

اب کے جو میں وہاں گیا۔ اور اس کے متعلق کوشش کی تو ایک کاغذ مجھے ملا۔ جو وہاں کے ایک قصاب کے پاس ہے یہ دو سو سال پہلے کا تولیت نامہ ہے۔ جو اس کے پاس محفوظ ہے۔ مگر وہ کچھ لے کر دکھاتا ہے۔ میں حبیب اللہ خان صاحب کو ساتھ لے کر وہاں گیا۔ اور اس کا فوٹو لے لیا۔ اس پر اس زمانہ کے قاضیوں اور مفتیوں کے دستخط ہیں۔ اور اس میں لکھا ہے۔ کہ یہ قبر شہزادہ نبی یوز آسف کی ہے۔ جو اہل کشمیر کی ہدایت کے لئے باہر سے آیا تھا۔ یہ فوٹو اس کتاب میں درج کر دیا جائیگا جو قبر مسیح کے متعلق جدید تحقیقات پر مشتمل شائع ہوگی ::

کشمیریوں کے یہودی النسل ہونیکا خیال

بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ کشمیریوں کے یہودی النسل ہونے کا خیال احمدیوں نے پیدا کیا ہے۔ حالانکہ یہ بہت پرانا خیال ہے۔ ڈاکٹر برنیر ایک یوروپین سیاح اورنگ زیب کے زمانہ میں یہاں آیا تھا۔ اس نے بھی اس خیال کا اظہار کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ کشمیری شہروں کے نام وہی ہیں۔ جو ان کے پہلے شہروں میں تھے۔ پھر ان کے اپنے نام بھی ویسے ہی ہیں۔ اور یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ یہ لوگ دراصل یہودیوں سے ہیں ::

ڈاکٹر برنیر کی رائے

ڈاکٹر برنیر جب ہندوستان کی سیاحت کر رہا تھا۔ تو ایک یوروپین محقق مسٹر تھیوی نٹ نے جو کتابوں کے مطالعہ سے ہی بڑے بڑے انکشافات کیا کرتا تھا۔ اسے ایک خط لکھا جس میں اس سے بعض سوالات دریافت کئے۔ ایک سوال یہ تھا۔ کہ آیا یہ سچ ہے۔ کہ یہودی ایک بہت لمبے عرصہ سے کشمیر میں بود و باش رکھتے ہیں۔ اور آیا ان کے پاس کتاب مقدس موجود ہے یا نہیں۔ اس کے جواب میں ڈاکٹر برنیر نے لکھا۔ کہ "کشمیر میں یہودیت کی بہت سی علامتیں پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ پیر پنجال سے گزر کر جب میں اس ملک میں داخل ہوا۔ تو دیہات کے باشندوں کی صورتیں یہودیوں کی سی دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی۔ ان کی صورتیں اور ان کے طور طریق اور وہ ناقابل بیان خصوصیتیں جن سے ایک سیاح مختلف اقوام کے لوگوں کو خود بخود شناخت اور تمیز کر سکتا ہے۔ سب یہودیوں کی پرانی قوم کی سی معلوم ہوتی تھیں۔ میری بات کو آپ محض خیالی ہی تصور نہ فرمائیگا۔ ان دیہاتیوں کے یہودی نما ہونے کی نسبت ہمارے پادری صاحب اور اور بہت سے فرنگستانیوں نے بھی میرے کشمیر جانے سے بہت عرصہ پہلے ایسا ہی لکھا ہے۔ کرنل جارج فاسٹر صاحب نے اپنی ایک چٹھی میں جو کشمیر سے ۱۷۸۳ء میں لکھی تھی۔ لکھا ہے کہ جب پہلی پہل میں نے کشمیریوں کو کشمیر میں دیکھا۔ ان کے لباس اور چہرے کی ساخت سے جو لمبا اور سنجیدہ طور کا ہے۔ اور ان کی ڈاڑھی کی وضع سے یہ خیال کیا۔ کہ گویا میں یہودیوں کے ملک میں آ گیا ہوں۔

دوسری علامت یہ ہے۔ کہ اس شہر کے باشندے باوجودیکہ تمام مسلمان ہیں۔ مگر پھر بھی ان میں سے اکثر کا نام موسےٰ ہے۔ تیسرے یہاں یہ عام روایت ہے۔ کہ حضرت سلیمان اس ملک میں آئے تھے۔ اور بارہ مولا کے پہاڑ کو کاٹ کر انہوں نے ہی پانی کا رستہ کھول دیا تھا۔ چوتھے یہاں لوگوں کو گمان ہے۔ کہ حضرت موسےٰ نے شہر کشمیر ہی میں وفات پائی تھی۔ اور ان کا مزار شہر سے قریب تین میل کے ہے۔ پانچویں یہ بات دیکھی جاتی ہے۔ کہ یہاں عموماً سب لوگوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ ایک اونچے پہاڑ پر جو ایک مختصر اور نہایت ہی پرانا مکان نظر آتا ہے۔ اس کو حضرت سلیمان نے تعمیر کرایا تھا۔ اور اسی سبب سے اس کو آج تک تخت سلیمان کہتے ہیں ::

مشفق من وجوہ مذکور کے باعث سے آپ دیکھو گے۔ کہ میں اس بات سے انکار کرنا نہیں چاہتا۔ کہ یہودی لوگ کشمیر میں آ کر نہ بسے ہوں۔ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ پہلے تو ان کے مذہبی مسائل زمانہ پا کر بگڑ گئے ہوں گے۔ اور آخر کار رفتہ رفتہ تنزل کرتے کرتے بت پرست بن گئے ہونگے۔ اور بعد ازاں مثل اور بہت سے بت پرستوں کے مذہب اسلام اختیار کرنے کی طرف مائل ہو گئے ہونگے

ایک یہودی عالم کی بتائی ہوئی علامت

مسٹر حزقیل ایک یہودی عالم ہیں۔ جو بمبئی میں رہتے ہیں۔ پہلے ایک یہودی درسگاہ کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ اب پنشن لے چکے ہیں۔ میں نے بی۔ اے کے امتحان میں جب عبرانی لی تھی۔ تو وہ ممتحن تھے۔ اس وقت سے ان سے تعلقات ہیں اب میں نے انہیں خط لکھا۔ کہ کیا آپ اس مسئلہ پر کوئی روشنی ڈال سکتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ ایک علامت ایسی ہے کہ جس سے اس امر کا فیصلہ بآسانی ہو سکتا ہے۔ یہود اپنے مذہبی حکم کے لحاظ سے کھانے میں گھی۔ مکھن یا چربی کا تڑکا نہیں لگاتے۔ اور صرف تیل کا تڑکا لگاتے ہیں۔ اور اگر وہ کسی دوسرے ملک میں چلے جائیں۔ تب بھی یہ بات بطور عادت ان میں قائم رہتی ہے

آپ دریافت کریں۔ کہ کشمیری کس چیز کا تڑکا لگاتے ہیں۔ اور میں نے جب اس کی تحقیقات کی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ وہ تیل کے سوا کسی چیز کا تڑکا نہیں لگاتے۔ جو ان کے یہودی النسل ہونے کا زبردست ثبوت ہے۔ مولوی ہمدانی صاحب ایک کشمیری لیڈر ہیں۔ موجودہ سیاسی تحریک میں انہیں حدود کشمیر سے نکل جانے کا حکم دیا گیا تھا۔ اب پھر واپسی کی اجازت ملی۔ تو میں ان سے ملنے گیا۔ اور دریافت کیا کہ کیا حال ہے۔ کہنے لگے۔ کہ اس طرف سب گھی کا تڑکا استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے میں بیمار ہو گیا ہوں۔ تو تیل کا تڑکا کشمیریوں کا قومی رواج ہو گیا ہے۔ اور امیر و غریب سب تیل ہی کا تڑکا استعمال کرتے ہیں اور اس طرح مسٹر حزقیل کی بتائی ہوئی علامت کشمیریوں میں موجود ہے۔

پرانی تواریخ کے حوالے

غلام نبی صاحب گلگار ایک پرانے کشمیری خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں ایک دفعہ ان کے مکان پر گیا۔ تو کتب خانہ کو دیکھنے لگا۔ اس میں سے مجھے فارسی زبان کی ایک تاریخ ملی۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ

"شصت و پنج سال از استیلائی اسکندر در زمین بابل گزشتہ بود کہ عیسیٰ علیہ السلام تولد نمود و چوں سن شریفش بسی سالگی رسید مبعوث گشت و در سی و سہ سالگی از بیت المقدس بجانب وادیٔ اقدس مرفوع شد"

اس کے علاوہ ایک اور پرانی کتاب باغ سلیمان نام مصنفہ میر سعد اللہ شاہ صاحب دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اس میں سے چند اشعار پڑھتا ہوں۔ لکھا ہے۔

هم دراں روضہ بہشت نشاں — قبر پیغمبریست نور افشاں
نقل کردہ اندر ادیان کہ بکام — بود شہزادہ بفضل تمام
بندگی چوں نمود با اخلاص — شد بہ پیغمبری زیزداں خاص
گشت مبعوث خلق و شد ہادی — عاقبت رخت بست ازیں وادی
ہست آں مشکبوئے تربت او — کہ یوز آسف است شہرت او

ایک ہندو تصنیف سے ہمارے خیال کی تائید

ایک اور بات قابل ذکر یہ ملی۔ کہ ایک رامائن کی کتاب کسی ہندو نے لکھی ہے۔ اس میں ایک جگہ وہ لکھتے ہیں "کہ حضرت عیسیٰ مسیح جن کا ڈنکا آج بڑے زور سے بج رہا ہے۔ وہ بھی تحصیل علم کے لئے ہندوستان میں ہی آئے تھے۔ اخبار ٹائمز لنڈن سینچری اکتوبر ۱۸۹۴ء کے صفحہ ۵۱۵ میں ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ کہ ایک روسی سیاح ایم نوٹوویچ کو تبت کی خانقاہ مقام ہمس میں ایک ایسی کتاب ملی ہے جو یسوع مسیح کی سوانح عمری ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ وہ ہندوستان میں براہمنوں اور بدھ پجاریوں سے تعلیم پاتا رہا۔ اسی طرح سندھ کے قدیم مکان کھودنے سے ہیرنگٹن صاحب کو عبرانی زبان کی ایک بائیبل ملی تھی۔ جس میں لکھا تھا۔ کہ عیسیٰ مسیح نے ہندوستان میں تعلیم پائی"۔ (قدیم ہندوستان صفحہ ۵۹ رامائن بطرز ناول صفحہ ۳۱)

حضرت مریم کی قبر

اس ضمن میں قرآن کریم کی جو آیت میں نے پڑھی ہے۔ اس میں وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مریم بھی اسی طرف آئی تھیں۔ میں نے اس کے متعلق بھی تحقیقات کی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ کشمیر کو جاتے ہوئے مری پہاڑ پر ایک قبر ہے جسے مائی مری کی قبر کہتے ہیں۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب اور مولوی عبد الرحمٰن خاکی صاحب نے بھی اس کے متعلق وہاں دریافت کیا ہے۔ مری اصل میں عبرانی کا لفظ ہے۔ عربی میں ماریا یا مریم کہتے ہیں اور کشمیری زبان میں بھی مری ہی کہتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ حضرت مریم بھی اسی رستہ سے گذری ہیں۔ اور یہیں فوت ہو گئی ہیں۔

تھوما حواری کی ہندوستان میں آمد

تھوما حواری کے متعلق تو یہ ثابت ہے کہ وہ پہلے شمالی ہند میں آئے۔ اور پھر جنوبی ہند کو چلے گئے۔ مدراس میں ان کی قبر موجود ہے۔ انجیل میں بھی اس کے متعلق اشارہ ہے کہ مسیح نے ایک دفعہ کہا کہ میں چلا جاؤں گا۔ تھوما حواری اس سے بہت افسردہ ہوئے اور انہوں نے کہا کہ آپ کہاں جائیں گے حضرت مسیح نے جواب دیا کہ تو جانتا ہے میں کہاں جاؤں گا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نے اس سے اپنے ہندوستان جانے کے ارادہ کا ذکر کیا ہوا تھا۔ عیسائی تاریخ مانتی ہے کہ تھوما ہندوستان آیا۔ اور ایک برہمن کے ہاتھ سے شہید ہوا۔ مدراس میں اس کی قبر موجود ہے۔ جس پر ایک بڑا گرجا بنا ہوا ہے۔

مارتنڈ کا مندر

میں نے بعض پرانے کھنڈرات بھی دیکھے۔ ایک کھنڈر مارتنڈ مندر کا ہے۔ جو اسلام آباد سے دس بارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ میں اسے دیکھنے گیا۔ وہاں کا بڈھا چوکیدار میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔ آپ پیر معلوم ہوتے ہیں۔ میرے مکان پر تشریف لے چلیے اور چائے پیجئے۔ چنانچہ میں اس کے مکان پر گیا۔ چائے پی۔ اور اسے کچھ دیا۔ اس کے بعد اس نے بہت سے پرانے کاغذات لاکر میرے سامنے رکھ دیئے۔ ۱۸۹۷ء میں ایک کرنل کاکبرن نام وہاں آئے۔ انہوں نے اس مندر کے متعلق اپنے تاثرات ایک کاغذ پر لکھے ہوئے تھے۔ میں نے اسے پڑھا آپ لکھتے ہیں۔ کہ یہ مندر دراصل یہودیوں کا کوئی پرانا معبد معلوم ہوتا ہے۔ جو سلیمان کی ہیکل کے نمونہ پر بنایا گیا تھا۔ اور جو بعد میں ہندو مندر سمجھا جانے لگا۔ لیکن دراصل یہ یہودی معبد ہے۔ اس مندر کے قریب ہی ایک درخت کے نیچے ایک کھُر ہے۔ جسے عیسیٰ کے گدھے کا کھر کہا جاتا ہے۔

کشمیریوں میں یہودیوں کی ایک اور علامت

ایک اور بات یہ معلوم ہوئی۔ کہ ایک حدیث میں ہے یہودی ننگے ہو کر اکٹھے نہایا کرتے تھے۔ اور اس میں شرم محسوس نہ کرتے تھے۔ ایک دوست نے مجھے بتایا کہ کشمیریوں میں بھی یہ عادت ہے۔ اور دریاؤں پر اکٹھے ہو کر ننگے نہاتے ہیں۔

بعض تاریخی مقامات

ہمارے ایک دوست سید محمد صادق صاحب لدھر دان گاؤں کے رہنے والے ہیں۔ ان کے گاؤں کے قریب ایک چشمہ ہے۔ جو عیسیٰ نبی کے مقام کے نام سے مشہور ہے۔ اور جھیل ولر کے کنارے ایک بستی ہے۔ جسے یسوع بار کہتے ہیں۔ اب وہاں ایک بہت بڑا مندر ہے۔ مگر یہ عام بات ہے کہ سیاسی انقلابات میں مساجد مندر اور مندر مساجد میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ ریاست کی طرف سے اس وقت اس مندر کے لئے ایک پنڈت ملازم ہے جسے معمولی تنخواہ ملتی ہے۔ اس پنڈت نے مجھے بتایا۔ کہ کسی زمانہ میں یہ بڑا شہر تھا۔ اور اسے دیوتاؤں کا مقام سمجھا جاتا تھا۔ بڑی بڑی دور سے بزرگ لوگ یہاں آتے تھے۔ یہاں دو غاریں ہیں۔ جو بہت اندھیری ہیں۔ لوگ لیمپ لے کر اندر جاتے ہیں۔ مگر زیادہ دور تک نہیں جا سکتے کہا جاتا ہے۔ کہ ایک انگریز نو میل تک گیا تھا۔ مگر آگے نہ جا سکا۔ کہتے ہیں کہ یہ غار چین تک جاتے ہیں۔ پرانے زمانہ میں یہاں سے غاروں کے ذریعہ ہی افغانستان اور ایران تک رستے جاتے تھے۔ اس مقام کا نام بتاتا ہے کہ یسوع نام کا کوئی بزرگ وہاں ضرور آیا تھا۔

اہل کشمیر کشمیری اقوام اور شہروں کے نام

کتاب راج ترنگنی میں کئی نام ایسے ملتے ہیں۔ جو یسوع کے نام پر ہیں۔ مثلاً عیسوارہ۔ یس مَتّھمینی۔ بھیٹ یسنے عیسیٰ لایا مہاتما۔ عیسو ہارا۔ عیسو منگلا۔ عیسو درما۔ گویا یسوع کے نام پر وہاں بہت سے شہر اور بستیاں ہیں۔ پھر کشمیر میں بہت سی قوموں کے نام یہود کی قوموں سے ملتے ہیں۔ مثلاً لادی قوم۔ دانی قوم۔ پھر وہاں بعض قبرستان موسائی کہلاتے ہیں۔

ایک شیعہ مصنف کی رائے

شیعوں کی ایک مشہور کتاب اصول کافی کے صفحہ ۲۴۳ پر لکھا ہے کہ ہندوستان کے ایک شہر میں قدیم زمانہ میں توریت زبور انجیل اور صحف ابراہیم پڑھنے والے موجود تھے۔

انگریز سیاحوں کے آراء

بہت سے انگریز سیاح جو وہاں گئے ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے۔ کہ وہاں جاتے ہی گویا یہ معلوم ہوا۔ کہ ہم یہودیوں کے ملک میں آ گئے ہیں۔ بطور نمونہ چند مثالیں پیش کرتا ہوں :-

(1) T.B. Ireland

The men are generally of medium size & usual built of Country people amongus with a mulato Complexion but with Considerable of "the moses" in their face

(2) Baron Hughes 1845

"Some of the old men might have sewed as models for a patriarch"

(3) Lieti. Co: Torrem - 1862

"One legend is a supposition that the Kashmiris are descendants of the Jeus - a supposition which is borne out by the personal appearance of the race, their garb the cast of their Countenances & the form of the beards There is a belief too that moses died in the Capital of Kashmir & that he is buried near it."

(4) Sir walter Lawrance 1895. P. 318

The valley of Kashmir The prevailing type is distinctly Hebrew

ایک زبردست دلیل

سب سے آخری مگر سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ کشمیری زبان کے بہت سے الفاظ عبرانی سے ملتے ہیں۔ میں نے ایسے الفاظ کی ایک فہرست تیار کروائی ہے۔ اور اسوقت تک پانصد ایسے الفاظ ملے ہیں۔ یہ فہرست انشاء اللہ اس کتاب میں درج کر دی جائے گی۔ جو اس مضمون پر میں لکھ رہا ہوں :-

احادیث قرآن مجید کے تابع ہیں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سے اجرائے نبوت کا ثبوت

سیاست کا ایک مضمون اور "اہلحدیث"

معاصر سیاست، ۲ نومبر میں معراج شریف کی تقریب پر ایک مضمون درج ہوا تھا۔ جسے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے ۱۶ نومبر ۳۴ء کے اہلحدیث میں نقل کیا۔ مگر سیاست کا مضمون نقل کرنے سے قبل آپ لکھتے ہیں "ہمارے خیال میں اس مضمون میں چند اصولی باتیں ایسی ہیں۔ جن کو مدنظر رکھ کر تمام اختلافات دور ہو سکتے ہیں۔ ہم ان اصولی باتوں کو تسلیم کر کے جواب عرض کرینگے"۔ اس تمہیدی نوٹ کے بعد آپ نے سیاست کا وہ مضمون نقل کرنا شروع کیا ہے۔ اور سیاست کے اس فقرہ پر کہ "علماء سوء کی بن آتی ہے۔ اور وہ مسلمانوں کو الو بنا کر اپنا الو سیدھا کرتے رہتے ہیں"۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں :-

"آپ کا گلہ بجا اور درست ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ اس نزاع کا فیصلہ فریقین کے خیالات سے تو ہوگا نہیں۔ ہم اس کے فیصلہ کی صورت عرض کرتے ہیں۔ کہ کسی خاندان کا مورث اعلےٰ باہر سے آ کر پنجاب میں آباد ہوا۔ چند صدیوں بعد اس خاندان کے ممبروں میں قومیت کی بابت اختلاف ہوا۔ کہ ہم کون ہیں۔ ایک فریق کہتا ہے ہم سید ہیں۔ دوسرا کہتا ہے ہم راجپوت ہیں تیسرا کہتا ہے ہم پٹھان ہیں وغیرہ وغیرہ اس پر خوب جنگ چھڑ گئی کسی مصلح نے کہا بھائی لڑتے کیوں ہو۔ اپنے مورث اعلیٰ کا کوئی کاغذ از قسم قبالہ یا نکاح نامہ نکالو۔ جو قومیت اس میں مرقوم ہوگی۔ وہی تسلیم کر لینا سب نے کہا ہاں صحیح ہے۔ پرانے کاغذات دیکھتے دیکھتے ایک کاغذ (نکاح نامہ) مل گیا۔ جس میں مورث کی قومیت (مثلاً) پٹھان لکھی تھی۔ سب نے منظور کر لیا۔ مسلمان بھی اگر اس طریق فیصلہ کو مان لیں۔ تو جھگڑا ختم ہے۔ جس کی صورت یہ ہے۔ کہ جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے حکم سے اپنے حق میں اعتقاد رکھنا سکھایا ہے۔ وہی منظور کریں۔ اپنے خیال کو دخل نہ دیں۔ اپنے قیاسات کو واپس لیں" (اہلحدیث)

احادیث کو قطعیۃ حاصل نہیں

مولوی ثناء اللہ صاحب نے مذکورہ بالا عبارت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ یعنی احادیث کو قاضی قرار دیا ہے۔

لیکن اس پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ مورث اعلےٰ کے قبالہ یا نکاح نامہ کی جو مثال دی گئی ہے۔ وہ احادیث پر چسپاں بھی ہوتی ہے یا نہیں۔ قبالہ یا نکاح نامہ کو قطعیۃ حاصل ہے۔ کہ اس پر مورث اعلےٰ کے دستخط ہیں۔ یا اس کی مہر ہے۔ اور پھر آپس میں جھگڑنے والے سارے افراد خاندان اس قبالہ یا نکاح نامہ کی قطعیت کے قائل ہیں۔ مگر احادیث کو ایسی قطعیت حاصل نہیں۔ اور نہ تمام فرقہ ہائے اسلامی اس کی قطعیت کے قائل ہیں۔ حتیٰ کہ خود فرقہ اہلحدیث بھی جو اس قبالہ کو اپنی تائید میں پیش کر رہا ہے۔ یہ دعوے سے نہیں کہہ سکتا۔ کہ جس قدر احادیث الرسل آج کتابوں میں درج ہیں۔ وہ سب قطعی اور یقینی ہیں۔ بلکہ ان احادیث الرسل کو اپنی اپنی مولفات میں درج کرنے والے محدثین کرام بھی یہ حکم نہیں لگا سکے۔ کہ جو کچھ انہوں نے جمع کیا۔ وہ قطعی اور یقینی ہے۔ اور واقعی وہ الفاظ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ حضرت امام بخاری نے تین لاکھ حدیثوں میں کاٹ چھانٹ کر کے اپنے علم کی بناء پر صرف سات ہزار احادیث کو صحیح قرار دیا۔ اور اپنی کتاب میں درج فرمایا۔ مگر اس قدر کدو کاوش کے باوجود پھر اس مجموعہ بخاری میں بعض ایسی حدیثیں درج ہو گئی ہیں۔ جو خود ان کی قائم کردہ شروط پر صحیح نہیں ہیں۔ اور انہیں ان احادیث کو درج کرنے میں اجتہادی غلطی لگی۔ پھر دار قطنی جیسے نقاد امام نے ان پر روشنی ڈالی ہے۔ پھر کون شخص ہے جس نے صحیح مسلم کا مقدمہ پڑھا ہو۔ اور اسے علم نہ ہو۔ کہ حضرت امام بخاری کے بعض ایسے قواعد پر حضرت امام مسلم نے اعتراض کیا ہے۔ جن قواعد پر حضرت امام بخاری نے احادیث الرسول کو جمع کیا۔ پھر اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ علم روایت اور اسناد الرجال کی رو سے تیس سے زیادہ قسمیں حدیثوں کی ہو گئی ہیں۔ جن میں سے بیشتر حصہ قابل حجت نہیں مانا جاتا۔ اور بہت تھوڑا حصہ ہے جو قابل حجت مانا جاتا ہے۔ اور یہ قسمیں کسی اور فرقہ نے نہیں کیں۔ بلکہ خود محدثین نے ہی بیان کی ہیں۔ کیا مولوی ثناء اللہ صاحب ان متذکرہ بالا امور کا انکار کر سکتے ہیں۔ یا پھر کیا کسی اہل علم کو کسی ایک حدیث پر قطعی طور پر ایسا ایمان ہے

کہ وہ ان الفاظ پر اس رنگ میں حلفیہ بیان دے سکے۔ کہ واقعی وہ الفاظ رسول خدا صلعم کے زبان مبارک سے اسی ترتیب کے ساتھ ادا ہوئے تھے۔ اور ان الفاظ کے یقینی ہونے میں انہیں ایسا ہی ایمان ہے۔ جیسا قرآن کی کسی آیت کے یقینی ہونے پر۔ میرا خیال ہے۔ کہ باوجود حدیث الرسول کی کماحقہٗ عظمت کرنے کے کوئی اہل علم ایسا حلفیہ بیان دینے کی جرأت نہیں کرے گا۔ شائد مولوی ثناء اللہ صاحب کو جرأت ہو تو ہو۔

قطعیت صرف قرآن کریم کو حاصل ہے

پس جب احادیث الرسول صلے اللہ علیہ وسلم کی قطعیت کا یہ حال ہے۔ تو ظاہر ہے کہ ایسی احادیث کو مورث اعلیٰ کے قبالہ سے تشبیہہ دینا جس کو قطعیت حاصل ہے۔ ہرگز مناسب نہیں۔ اور ایسی تشبیہوں سے بخاری ومسلم ودیگر کتب احادیث کی بیان کردہ حدیثوں کو ایمانیات کے معاملہ میں قاضی قرار دینا حد درجے کی ناانصافی ہے۔ ہاں ایسی تشبیہہ بلحاظ قطعیت اور یقینی الوقوع ہونے کے قرآن کریم پر صادق آسکتی ہے۔ کیونکہ باوجود مختلف قسم کے اختلاف اور باہمی نزاعوں کی بناء پر دو فریقوں کے بُعد المشرقین کی حد تک مخالف ہوجانے کے پھر بھی تمام فرقہ ہائے اسلامی میں سے صحیح علم رکھنے والے علماءٴ کا قرآن کریم کی قطعیت پر اتفاق ہے۔ اور اس قطعیت کا یہ عالم ہے۔ کہ اعتقادی اور ایمانی رنگ میں ایک جاہل مسلمان بھی قرآن کے کسی لفظ یا آیت پر حلف اٹھا سکتا ہے۔ کہ واقعی وہ خدا تعالےٰ کا فرمودہ ہے۔ جسے محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم تک پہنچایا ؛

ایک ضروری سوال

دوسرا سوال مولوی ثناء اللہ صاحب کی مذکورہ بالا عبارت پر جو انہوں نے اصولی رنگ میں بیان کی۔ یہ پڑتا ہے۔ کہ اگر واقعی ان کے نزدیک احادیث الرسول کو مورث اعلےٰ کے قبالہ یا نکاح کا درجہ حاصل ہے۔ کہ اسے دیکھنے سے تمام جھگڑا ختم ہوجائے۔ تو کیا وہ کسی ایسی حدیث الرسول صلعم کا حوالہ دینے کی زحمت گوارا فرمائیں گے۔ جس کی قطعیت پر وہ حلفیہ بیان دے سکیں۔ جس میں صاف الفاظ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بجسدہٖ العنصری آسمان پر زندہ ہونے کی تصریح عبارت النص کے طور پر موجود ہو۔ کہ تاویل وغیرہ کا احتمال نہ ہو۔ مطلب مراد کا عذر کرنے کی ضرورت نہ ہو۔ اور ضعیف ومجروح ہونے کا بھی سوال نہ ہو ؛

معراج نبویؐ کی کیفیت

تیسرا سوال یہ ہے کہ کیا مولوی ثناء اللہ صاحب مجموعہ احادیث میں کوئی ایسی صحیح حدیث کا حوالہ دینے کی زحمت گوارا کریں گے جس میں معراج الرسول کا ذکر کرتے ہوئے صاف اور صریح الفاظ میں آسمان پر اس جسم کے ساتھ جانے کی تصریح عبارت النص کے طور پر موجود ہو ؛

چوتھا سوال یہ ہے۔ کہ مورث اعلیٰ کے اس قبالہ میں آیا یہ الفاظ معراج الرسول کے متعلق موجود ہیں۔ یا نہیں۔ کہ فاستیقظ وھو فی المسجد الحرام (بخاری جلد ۴ کتاب التوحید باب کلم اللہ موسیٰ تکلیما) یعنے حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم واقعہ معراج کے بعد بیدار ہوگئے اگر یہ الفاظ موجود ہیں۔ تو مولوی ثناء اللہ صاحب انہیں تسلیم کرتے ہیں یا نہیں۔ اگر تسلیم نہیں کرتے۔ تو دوسرے کو احادیث الرسول کی طرف توجہ کرنے کی تلقین کیسی اگر مانتے ہیں۔ تو پھر تفسیر ثنائی میں معراج الرسول پر گول مول بحث کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہاں صاف الفاظ میں کیوں اس حدیث کی بناء پر فیصلہ کن بات نہیں لکھی گئی۔ کہ معراج الرسول روحانی تھا۔ نہ جسمانی ؛

مولوی ثناء اللہ صاحب کی انتہائی ناواقفی

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اسی مضمون میں سیاست کے اس فقرہ پر کہ "اللہ تعالےٰ محمد کی زبان کو اپنی زبان محمد کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ۔ محمد کے فعل کو اپنا فعل کہتا ہے" جواباً یہ نوٹ لکھا ہے کہ "ہمیں اس بات کا ثبوت نہیں ملتا" (اہلحدیث صلہ حاشیہ کالم ۱) نہ معلوم مدیر سیاست نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو کوئی ثبوت اس امر کا دیا ہے۔ یا نہیں۔ لیکن بقول مولوی ثناء اللہ صاحب مورث اعلےٰ کے قبالہ سے ہم اس امر کا ثبوت دیتے ہیں۔ چونکہ ہمارے نزدیک "مورث اعلےٰ کے قبالہ" والی قطعیت صرف قرآن کریم کو حاصل ہے۔ اس لئے پہلے اس میں سے خداوندی ارشاد پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (۱) مارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔ یعنی اے محمد عربی صلعم تونے جب کنکریوں کی مٹھی پھینکی تھی۔ تو گو بظاہر تونے ہی پھینکی تھی۔ مگر حکم وطاقت کے لحاظ سے تونے نہیں پھینکی تھی۔ بلکہ اللہ تعالےٰ نے پھینکی تھی۔ (۲) ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم۔ اے ہمارے حبیب جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں۔ دراصل وہ خدا تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں۔ اور گو تیرا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت کے لحاظ سے اللہ تعالےٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے ان دونوں آیتوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کو خدا تعالےٰ کا دست مبارک (جیسا بھی اس کا دست ہے بلحاظ طاقت وقدرت وتقدس کے) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فعل کو خدا تعالیٰ کا فعل قرار دیا گیا ہے ؛

حدیث قدسی میں قرب الٰہی کا ذکر

چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی تعریف کی رو سے مورث اعلیٰ کا قبالہ احادیث ہیں۔ اس لئے ان میں سے بھی ایک حوالہ پیش کرتے ہیں۔ شائد مولوی صاحب بقول خود "دہی منظور کریں۔ اپنے خیالات کو دخل نہ دیں۔ اپنے قیاسات کو واپس لیں"۔

بخاری شریف میں حدیث قدسی درج ہے۔ کہ حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ ماذال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتیٰ احبہ فاذا احببتہ اکون یدہ التی یبطش بھا ورجلہ التی یمشی بھا وبصرہٗ التی یبصر بھا۔ یعنی میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب چاہتا ہوا اتنا میرے قریب ہوجاتا ہے۔ کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ تو اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں۔ جس سے گرفت کرتا ہے۔ اس کا پاؤں بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ چلتا ہے۔ اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔

پس جب اس حدیث قدسی کے رو سے ایک عام مومن بھی بوجہ کثرت نوافل خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرتے ہوئے یہ درجہ پاسکتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ حقیقت وطاقت اور اثر کے لحاظ سے اس کا ہاتھ اور اس کا پاؤں اور اس کی آنکھ بن جاتا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے یقیناً اس حدیث قدسی کی حقیقت عام مومن کے لحاظ سے بہت زیادہ ہوگی۔ تو پھر مدیر سیاست نے اگر اس شان قرب کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ لکھ دیا ہو۔ کہ "خدا تعالیٰ محمد کی زبان کو اپنی زبان محمد کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ محمد کے فعل کو اپنا فعل کہتا ہے" تو مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے "مورث اعلیٰ کے قبالے" کے الفاظ بھول کر یہ کیوں لکھتے ہیں۔ کہ "ہمیں اس بات کا ثبوت نہیں ملتا" ؛

بناء مخاصمت

مدیر سیاست نے اپنے مضمون میں یہ بھی لکھا تھا۔ "ہم اس بات پر سر پھٹول میں مصروف ہیں۔ کہ محمد کا رتبہ ہمارے بڑے بھائی سے بلند تر ہے یا کمتر" اس پر مولوی ثناء اللہ صاحب تحریر کرتے ہیں۔ "درجہ بہتر یا کمتر ہونے کا سوال زیر بحث نہیں۔ نہ کسی کا ایسا عقیدہ ہے۔ قابل ذکر یہ بات ہے۔ کہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو امت کا بھائی یا امت کو رسول اللہ کے بھائی کہنا شرع شریف میں مورث اعلےٰ کی زبانی آیا ہے یا نہیں غور سے سنئے اور درصورت ثبوت قبول کیجئے۔ قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وددت انا قد رئینا اخواننا قالوا اولسنا اخوانک یا رسول اللہ قال انتم اصحابی واخواننا الذین لم یاتوا بعد رواہ مسلم (مشکوٰۃ کتاب الطہارت) یعنی حضور علیہ السلام نے ایک موقع پر فرمایا میں چاہتا ہوں اپنے بھائیوں کو دیکھوں۔ صحابہ کرام نے کہا حضور ہم آپ کے بھائی نہیں ؟ فرمایا تم میرے دوست ہو بھائی میرے وہ مومن ہیں۔ جو ابھی تک دنیا میں نہیں آئے

(یعنی پچھلے مسلمان) اہلحدیث صلہ کالم ۲ و ۳

یہ حدیث عام امتیوں کے لئے نہیں

ہم مولوی ثناء اللہ صاحب کی مندرجہ بالا تحریر پر نفس مسئلہ کی رو سے کسی مومن اور مسلم کو رسول خدا کا بھائی کہنا درست ہے یا نہیں؟ اس وقت کلام نہیں کرنا چاہتے۔ بلکہ ہمیں صرف یہ بتانا مقصود ہے۔ کہ مولوی صاحب نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا بھائی کہنے کے جواز میں جس حدیث سے استنباط کیا ہے وہ حدیث عام امتیوں کے لئے ہرگز نہیں۔ بلکہ ان امتیوں کے لئے ہے۔ جو امت محمدیہ میں سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے درجہ نبوت حاصل کر کے ایک دوسری شان کے لحاظ سے آپ کے بھائی کہلائیں گے۔ کیونکہ اگر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی مراد بھی ان "اخوان" سے امۃ مسلمہ ہی ہوتی جیسے مولوی ثناء اللہ صاحب کا خیال ہے۔ تو پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عرض کرنے پر کہ "اولسنا اخوانک" (کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اثبات میں جواب دینا چاہیئے تھا۔ کیونکہ امت مسلمہ ہونے کے لحاظ سے جیسے پہلے مسلمان ویسے "پچھلے مسلمان" اور اگر مومن و مسلم ہونے کی وجہ سے "پچھلے مسلمان" "اخوان" بن سکتے ہیں۔ تو صحابہ کرام بھی ضرور بن سکتے ہیں۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے عرض کرنے پر کہ "کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں" نفی میں جواب فرماتے ہیں۔ کہ تم میرے اخوان نہیں ہو۔ بلکہ تم تو صحابہ ہو۔ میرے اخوان وہ ہیں جو بعد میں آئیں گے۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابہ کرام کو "اخوان" قرار نہ دینا بلکہ اور لوگوں کو "اخوان" قرار دینا یقیناً اس امر کا مظہر ہے۔ کہ "اخوان" سے عام مومن اور عام مسلمان مراد نہیں ہیں۔ کیونکہ اس صورت میں صحابہ بھی اسی تعریف میں آتے ہیں۔ بلکہ "اخوان" سے کوئی اور شان کے لوگ مراد ہیں۔ جن کی جلالت شان کی بناء پر انہیں تو اخوان کہا گیا۔ مگر صحابہ کرام کو بوجہ وہ جلالت شان حاصل نہ ہونے کے "اخوان" نہیں۔ بلکہ اصحاب کہا گیا۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اشتیاق رویت

وہ جلالت شان جس کی بناء پر ان لوگوں کو اخوان کہا گیا۔ اور جس کی بناء پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی ملاقات اور رویت کا اشتیاق ظاہر کیا۔ بتاتی ہے۔ کہ یہاں پر ایسے لوگوں کو اخوان کہا گیا۔ اور ایسے لوگوں کی ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا گیا ہے۔ جو یقیناً صحابہ کرام سے زیادہ درجہ والے ہیں۔ نہ کم درجہ والے کیونکہ زیادہ درجہ والے کے ہوتے ہوئے کم درجہ کے لوگوں کا اس طرح اشتیاق نہیں کیا جاتا دیگر اخوان کا لفظ خود بھائی پر دلالت کرتا ہے۔ اور اصحاب کا دوست پر اور ظاہر ہے۔ کہ بھائی درجہ میں دوست سے زیادہ ہے۔ اور چونکہ ان صحابہ کرام میں صالحین، شہداء، صدیقین، تینوں درجوں کے صحابہ موجود تھے۔ لہذا بالبداہت ثابت ہوا۔ کہ وہ "اخوان" انبیاء کرام ہیں۔ جو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کی امت میں سے آپ کی ہی اطاعت و فیضان کی وجہ سے درجہ نبوت کو حاصل کریں گے۔ علاوہ اس امر کے کہ حدیث ہی خود اپنے واضح الفاظ سے ظاہر کر رہی ہے۔ کہ یہاں پر صحابہ کرام سے بڑھ کر درجہ رکھنے والے خاص لوگ مراد ہیں۔ نہ عام مومن و مسلمان ایک اور بات بھی قابل غور ہے۔ وہ یہ کہ ایک طرف تو کل مومن اخوۃ کے قاعدہ کی بناء پر حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اول المومنین ہونے کی وجہ سے تمام مسلمان اور تمام مومن حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی قرار پاتے ہیں۔ اور دوسری طرف خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بعض اوقات اپنے بعض صحابہ کرام کو اخی میرا بھائی اور اُخَیّ میرا چھوٹا بھائی کہہ کر بھائی کا درجہ دیتے ہیں۔ لیکن جب آئندہ زمانہ کے بھائیوں کا ذکر کرتے ہیں۔ تو وہی صحابہ جن میں سے بعض کو اخی اور اُخَیّ کے الفاظ سے یاد بھی کیا جاتا ہے۔ جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو انت اخی فی الدنیا والآخرۃ اور حضرت عمر کو لا تنسنا یا اخی فی دعائک کہا گیا ہے۔ اور جو بموجب نص کل مومن اخوۃ مومن ہونے کی وجہ سے بھائی تھے۔ اپنے آپ کو "کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں" کہہ کر یاد بھی دلاتے ہیں۔ کہ ہم تو آپ کے بھائی بن چکے ہیں۔ مگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے وقت میں ان کو اصحاب کہہ کر وضاحت کر دیتے ہیں۔ کہ اب جو میں اخوان کا لفظ بول رہا ہوں۔ اور کسی خاص اخوت کی طرف اشارہ کر رہا ہوں۔ وہ یہ اخوت نہیں، جو تم کو حاصل ہے۔ بلکہ کوئی اور اخوت ہے۔ جو ان آنے والوں کو حاصل ہوگی۔ جن کا میں اشتیاق کر رہا ہوں۔

اخوت سے مراد کیا ہے

اس تحقیق کے لئے کہ اس حدیث میں دوسری کونسی اخوت مراد ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مراد لے رہے تھے۔ اور جس کی وجہ سے صحابہ کرام کو اس اخوت سے خارج فرماتے تھے۔ ہم بقول مولوی ثناء اللہ صاحب مورث اعلےٰ کے کاغذات از قسم قبالہ یا نکاح نامہ وغیرہ کو ڈھونڈتے ہیں۔ کہ شرع شریف میں کسی اور اخوت کو بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے۔ تو ہمیں "ایک کاغذ" مل جاتا ہے۔ جو صحیح بخاری میں بایں الفاظ موجود ہے۔ الانبیاء اخوۃ لعلات امھاتھم شتّٰی ودینھم واحد۔ کہ سب نبی آپس میں علاتی بھائی ہیں۔ کہ مائیں جدا جدا ہیں۔ مگر دین ایک ہے۔

پس رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک اخوت عام مومنوں سے تھی۔ اور ہے اور رہے گی۔ جس کی وجہ سے کل مومن اخوۃ اور انت اخی یا لا تنسنا یا اُخَیّ فی دعائک فرماتے تھے۔ اور دوسری اخوت آپ کی نبیوں سے تھی۔ اور ہے اور ہوگی۔ جس کی وجہ سے آپ نے آنے والے نبیوں کو "اخوان" کہہ کر یاد کیا۔ اور چونکہ صحابہ کرام کے ذہن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی اخوت کل مومن اخوۃ والی قائم تھی۔ اس لئے انہوں نے جب سنا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اخوان کی رویت کا اشتیاق فرما رہے ہیں۔ تو اپنے آپ کو پیش کیا۔ مگر چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی دوسری اخوت مراد لے رہے تھے۔ اس لئے آپ نے فرمایا۔ کہ تم وہ اخوان نہیں ہو۔ بلکہ تم صحابہ ہو۔ اور "اخوان" سے مراد میری وہ لوگ ہیں۔ جو آئندہ آئیں گے۔

الغرض بخاری کی اس حدیث نے ثابت کر دیا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وہ اخوت مراد لے رہے تھے۔ جو نبیوں کی باہم ہوتی ہے۔ اسی لئے آپ نے صحابہ کرام کو اس اخوت والا قرار نہیں دیا۔ اور اس سے بالبداہت ثابت ہوا کہ اس حدیث میں جس کو مولوی ثناء اللہ صاحب عام مسلمانوں پر چسپاں کر رہے ہیں۔ "پچھلے مسلمان" ہرگز مراد نہیں۔ بلکہ آنے والے نبیوں کا وجود مدنظر رکھتے ہوئے ان کی رویت کے اشتیاق کو ظاہر فرمایا گیا ہے۔

امام عبدالکریم صاحب جیلی کی شہادت

حضرت امام عبدالکریم بن ابراہیم جیلی نے بھی اس حدیث کے یہی معنی لئے ہیں۔ چنانچہ وہ کتاب انسان کامل باب ۳۶ میں فرماتے ہیں۔ واشوقاہ الی اخوانی الذین یاتون بعدی الحدیث ھولاء انبیاء الاولیاء یرید بذالک نبوۃ القرب والاعلام والحکم الالٰھی لا نبوۃ التشریع لان نبوۃ التشریع انقطعت بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے واشوقاہ الی اخوانی الذین یاتون من بعدی میں جن "اخوان" کا ذکر فرمایا ہے۔ ان اخوان سے مراد وہ انبیاء کرام ہیں۔ جو اولیاء امت میں سے ترقی پا کر نبی کا خطاب پائیں گے۔ اور انکی نبوت سے مراد شرعی نبوت نہ ہوگی کیونکہ شرعی نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے۔ بلکہ انکی نبوت صرف مدارج قرب اور خدا تعالیٰ کی طرف سے احکام تعزیری اور علم غیب عطا کئے جانے کی ہوگی۔ یعنی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں ہی رہے گی۔ حاصل کلام یہ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس حدیث کو "پچھلے مسلمانوں" پر چسپاں کرنے میں غور و تدبر سے کام نہیں لیا۔ ورنہ مندرجہ بالا باتیں نہایت واضح اور صاف ہیں۔ اور ان سے اجرائے نبوت کا زبردست ثبوت ملتا ہے۔ خاکسار غلام احمد مجاہد عفی اللہ عنہ

آرٹہا ضلع مونگھیر (اڑیسہ) میں مناظرہ

احمدیت کی نمایاں فتح

۲۲- نومبر ۱۹۳۴ء کے اخبار "اتحاد" (پٹنہ) میں ایک مضمون بعنوان "مسلمانان آرٹہا کی زبردست فتح اور مرزائیوں کی شکست" از طرف حکیم عبدالخالق صاحب ساکن آرٹہا ضلع مونگھیر شائع ہوا۔ جس میں لکھا ہے:۔

"موضع آرٹہا ضلع مونگھیر میں چند افراد مرزائی رہتے ہیں۔ جو اپنی معمولی عادت کی بناء پر کم سن بچوں اور اَن پڑھ مسلمانوں کو گمراہ کرنے میں ہمہ دم کوشاں رہتے ہیں۔ چند ماہ سے ان کی اشتعال انگیز کارروائیوں اور پے در پے چیلنج نے مسلمانوں کو اس بات پر مجبور کیا۔ کہ ان کا چیلنج منظور کر لیا جائے۔ چنانچہ تاریخ ۲۰۔ ۲۱۔ روز شنبہ و یکشنبہ کو مناظرہ کی بنیاد پڑ گئی۔ اور زیر بحث قرار پائے حیات مسیح۔ اثبات نبوت بعد آنحضرت صلعم۔ مرزا صاحب کی پیشگوئیاں صداقت مرزا۔" پھر آگے لکھتے ہیں:۔ "شرائط مناظرہ طے کرتے وقت مرزائیوں کی طرف سے بہت سی ایسی شرطیں پیش کی گئیں۔ جو درحقیقت مناظر اہلِ اسلام کے لئے بے حد صریح مخالفت تھیں۔ لیکن محض اس خیال سے منظور کر لی گئیں۔ کہ مناظرہ رُکنے نہ پائے۔"

نیز لکھا ہے۔ کہ "خدا تعالیٰ کے فضل سے مسلمانوں کو کھلی فتح اور مرزائیوں کو ایسی بُری شکست دی۔ کہ وہ تاحیات یاد رکھیں گے۔"

مناظرہ کی طرح کیونکر پڑی

مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ اصل حقیقت کا انکشاف کیا جائے اور اس فرعومہ "زبردست فتح" کی قلعی کھولی جائے۔ سو سب سے پہلے تو انہوں نے ہمیں ایسے لقب سے ملقب کیا ہے۔ جو نہ ہمارا اور نہ ہماری جماعت کا ہے۔ ہاں اس سے ان کے اپنے اخلاق کی کیفیت ضرور عیاں ہے۔ پھر ان کا یہ لکھنا۔ کہ گویا پہل چیلنج کی ہم احمدیوں کی طرف سے ہوئی۔ سراسر غلط اور واقعات کے صریح خلاف ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ گزشتہ جون میں یہاں ایک نوجوان احمدی ہوا۔ اس پر حسب معمول مخالف لوگوں میں کھلبلی پڑی۔ کسی نے ایک شخص مولوی ابو محمد صاحب کو جو آرٹہا سے قریب ہی ایک گاؤں میں رہتے ہیں۔ خط لکھا۔ کہ آ کر کچھ نوجوانوں کو جن کے خیال اُن کے گمان میں خراب ہوئے تھے سمجھائیں۔ بس اس پر فوراً احمدیوں کو چیلنج کیا گیا۔ ان کا رقعہ ہمارے پاس پہنچا دیا گیا۔ ہماری طرف سے اس چیلنج کو منظور کرتے ہوئے دسہرہ کی تعطیل میں مناظرہ کے لئے کہا گیا۔ کیونکہ اس وقت میرے منجھلے بھائی ملک عبدالعزیز صاحب کی موسم گرما کی تعطیلات ختم ہو رہی تھیں اور مباحثہ کا اتنی جلدی کوئی انتظام نہیں ہو سکتا تھا۔ بعد ازاں مولوی غلام احمد صاحب مجاہد کو اطلاع کر دی گئی۔ کہ دسہرہ کی تعطیلات کے ایام میں آرٹہا تشریف لے آئیں۔ اور جناب مولانا مولوی عبدالماجد صاحب بھاگلپوری کو بھی خبر کر دی۔ یہ ہے حقیقت اس بات کی جو انہوں نے بایں الفاظ لکھی ہے۔ کہ:۔

"چند ماہ سے ان کی اشتعال انگیز کارروائیوں۔ اور پے در پے چیلنج نے مسلمانوں کو اس بات پر مجبور کیا۔ کہ ان کا چیلنج منظور کر لیا جائے۔"

یہ محض پبلک کو غلط فہمی میں ڈالنے۔ اور احمدیوں کے خلاف پروپیگنڈا کے طور پر لکھا ہے۔ کہ گویا احمدی مجادلہ کا دروازہ کھولتے ہیں۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ ہاں ہر احمدی اس نور اور ہدایت کو جسے اس نے پایا۔ دوسروں کی بھلائی کی خاطر اُن تک پہنچانا اپنا فرض منصبی سمجھتا ہے۔

مساوی شرائط

دوسری بات جو شرائط کے بارے میں انہوں نے لکھی ہے۔ وہ بھی بالکل غلط ہے۔ شرائط فریقین کے لئے مساوی تھے۔ ہاں شرائط میں سے ایک شرط کا ماحصل یہ تھا۔ کہ عبارت عربی کا ترجمہ لغت و محاورہ عرب کے مطابق کرنا ہوگا۔ غیر احمدی مخالف کے علماء نے اس کے خلاف بہت زور لگایا۔ جب ہماری طرف سے اس شرط کی معقولیت پوری طرح ان پر ظاہر کی گئی تو آخر بہت رد و کد کے بعد اس پر رضامند ہو گئے۔ کیونکہ یہ بالکل صاف اور واضح بات ہے۔ کہ کسی زبان کا ترجمہ اس زبان کی لغت و محاورہ کے خلاف کرنا جائز نہیں ہے۔

زبردست فتح کی حقیقت

اب رہی زبردست فتح کی حقیقت۔ سو اگر فتح سے مراد دلائل کی مضبوطی۔ اور ان کا احسن طور پر پیش کرنا ہے۔ تو میں علےٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں۔ کہ یہ فتح علاوہ اخلاقی فتح کے احمدیوں کے حصہ میں آئی۔ کئی غیر اقوام کے لوگ۔ اور بعض غیر متعصب مسلمان حضرات بھی مولوی غلام احمد صاحب مجاہد کی کامیاب تقاریر کے مداح تھے۔ اور مخالفین۔ اور ان کے مولوی صاحبان کے اخلاق پر افسوس ظاہر کرتے تھے۔ ہاں اگر فتح۔ بغض و عداوت کے اظہار اور ناشائستہ حرکات کے مظاہرہ کا نام ہے۔ تو بے شک ان کی فتح کہلا سکتی ہے۔ جیسا کہ ذیل کی باتوں سے ظاہر ہے۔ جو ان کی طرف سے وقوع پذیر ہوئیں:۔

(۱) مخالف مولوی صاحبان نے ہمارے مولوی صاحب کو اکیلا دیکھ کر شرائط کے وقت اس بات پر زور دیا۔ کہ تینوں مناظرے ایک ہی دن میں ختم کر دیئے جائیں۔ اور وجہ یہ پیش کی۔ کہ دونوں مولوی صاحبان کو نہایت ضروری کام ہیں۔ اور وہ بہت جلد واپس جانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ گرد و پیش کے حالات اور ہمارا صرف ایک مناظر ہونے کی وجہ سے ایک دن میں ایک سے زیادہ مناظرے کرنا ہمارے مفاد کے صریح خلاف تھا۔ مگر محض فریق ثانی کی ضد سے ہم نے ایک دن میں دو مناظرے منظور کر لئے۔ اب مولوی صاحبان کی طرف سے جیسا کہ عذر پیش کیا گیا۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ مولوی محمد یوسف صاحب ۲۱ر اکتوبر بعد ساڑھے دس بجے دن کے چلے جاتے۔ کیونکہ اس کے بعد ان کا کوئی مناظرہ نہیں تھا۔ لیکن وہ دوسرے روز بعد دوپہر روانہ ہوئے۔ اسی طرح مولوی حافظ نور محمد خان صاحب سہارنپوری مناظرہ کے ایک دن بعد یعنی ۲۳ر اکتوبر کو روانہ ہوئے۔ کہاں تو ان حضرات کو اتنی جلدی تھی۔ کہ سب مناظرے ایک ہی دن میں ختم کروانا چاہتے تھے۔ کہاں مناظرہ ہو جانے کے بعد بھی ٹھہرے رہے۔

(۲) اثنائے مناظرہ میں دونوں مخالف مولوی صاحبان نے استہزاء کا پہلو اختیار کیا۔ خصوصاً حافظ نور محمد صاحب پہلے دن کے دوسرے مناظرہ میں ذاتی حملے کرتے رہے۔ جنہیں غیر مسلم لوگوں نے بھی ناپسند کیا۔ حالانکہ شرائط میں صاف لکھا تھا۔ کہ ذاتی حملے۔ یا ایک دوسرے کے بزرگوں کی شان میں ناشائستہ الفاظ نہیں استعمال کرنے ہوں گے۔ اور ایسا کرنا دلیل شکست سمجھی جائے گی۔

(۳) اثنائے تقریر میں مجاہد صاحب کے دلائل کے اثر کو خود غیر احمدی مولوی صاحبان نے بھی محسوس کیا۔ اور جب ہر بجا اپنی کمزوری دیکھی۔ تو قسمیں کھا کھا کر کہنے لگے۔ کہ لوگو۔ تم دھوکے میں نہ آ جانا۔ مولوی صاحب خواہ کتنی اچھی تقریر کریں۔ ہم قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں۔ کہ ان کی باتیں غلط ہیں۔

(۴) مناظرہ میں الزامی جواب کے رنگ میں جب ہمارے مولوی صاحب نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تین جھوٹ بولنے والی حدیث پیش کی۔ تو حافظ نور محمد صاحب نے اُٹھ کر علی الاعلان کہا۔ کہ ہماری شریعت میں ایسا جھوٹ جائز ہے۔ جب ہماری طرف سے قرآن کریم کی آیت لعنت اللہ علی الکاذبین پڑھ کر سنائی گئی۔ کہ خدا تو جھوٹوں پر لعنت کرتا ہے۔ اور تم جھوٹ کو جائز قرار دیتے ہو۔ تو حافظ صاحب بولے۔ جیسے سؤر کھانا جائز ہے۔ ایسے ہی بعض مقامات پر جھوٹ بولنا جائز ہے۔ اس پر ہمارے مولوی صاحب نے کہا۔ کہ جب آپ کے نزدیک جھوٹ مصلحت وقت سے تعبیر ہو سکتا ہے۔ تو اس بات کا کیا ثبوت ہے۔ کہ جو کچھ آپ نے حضرت

مرزا صاحب کے خلاف کہا ہے۔ وہ سچ ہو۔

(۵) دوسرے دن کے مناظرہ میں مخالف لوگوں کی کوشش رہی کہ کسی طرح فساد ہو جائے۔ چنانچہ جب ان لوگوں کے ایسے ارادہ کا علم ہوا۔ تو مناظرہ شروع ہونے سے قبل فساد کی روک تھام کا انتظام کر لیا گیا۔ لیکن پھر بھی مناظرہ ختم ہوتے ہی ایک فتنہ پرداز شخص نے ایسی اشتعال انگیز باتیں کیں۔ کہ اگر ہماری طرف سے تحمل سے کام نہ لیا جاتا تو فساد ہو جاتا مخالفین نے اپنی کمزوری پر پردہ ڈالنے اور عوام پر اثر ڈالنے اور ہمارے دلائل کے اثر کو زائل کرنے کے لئے "اسلام کی فتح اور قادیانیوں کی شکست" کا نعرہ لگا کر اپنے غیظ و غضب کا اظہار کیا۔ لیکن بصیرت رکھنے والے سمجھتے ہیں کہ کون فاتح رہا اور کون مفتوح ہوا۔ مناظرہ ختم ہونے کے ساتھ ہی احمدیوں کے مکمل بائیکاٹ کی تحریک بھی کی گئی۔ اور اس پر عمل کیا جا رہا ہے اس مناظرہ کے ضمن میں ایک اور شخص حکیم عبد العزیز صاحب جو ایک عرصہ سے احمدیت کا مطالعہ کر رہے تھے احمدی ہوئے۔ اب باقاعدہ بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہو گئے۔ الحمد للہ اللہ تعالیٰ ان کو استقامت عطا فرمائے۔

خدا تعالیٰ کی قدرت دیکھئے۔ کہ مناظرہ کے بعد ہی وہ شخص جس نے احمدیوں کے خلاف فتنہ و شرارت پیدا کرنے کی کوشش کی۔ ایک کیس میں ماخوذ ہوا۔ اور اب معلوم ہوا ہے کہ اس سے ایک ہزار کا مچلکہ ایک سال کے لئے زیر دفعہ ۱۰۷ تعزیرات ہند لیا گیا ہے۔

خاکسار:۔ ملک بشیر احمد۔ بی۔ اے آف آرہ ضلع منگھیر

دو رباعیات
احراریوں کی شان میں

نہاں دوزخ ہے بدکرداریوں میں
عیاں جنت ہے نیکو کاریوں میں
فساد و فتنہ و شورش پسندی
ملے گی آپ کو احراریوں میں

سخت جاں کچھ کر کے ایل۔ ایل۔ بی لیڈر بن گئے
اور کچھ سی مسلل کر کے ریڈر بن گئے
پر وہ سب سے بڑھ گئے "فارغ نشیں" جو دور کر
جا گھسے احرار میں اُڈ ذنٹ سے "لیڈر" بن گئے

(محسن ارحمانی)

ایک نہایت مخلص احمدی خاتون کا انتقال

الفضل میں خاکسار کی مامی صاحبہ اہلیہ بابو محمد عزیز الدین صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر بھگتانوالہ کی فوتیدگی کی خبر پڑھ کر خیال پیدا ہوا۔ کہ مرحومہ کی قابل مثال زندگی کے متعلق چند سطور تحریر کر کے احمدی دوستوں سے دعا کے لئے درخواست کروں تا اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و رحم سے مرحومہ کے مدارج میں ترقی اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مرحومہ کی عمر تقریباً ۵۰ سال تھی۔ انہوں نے ۱۹۰۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی۔ اور تقریباً ۱۹۱۴ء میں وصیت کی۔ اگرچہ مرحومہ کی ابتدائی زندگی پر مصائب تھی۔ مگر ہر مصیبت کا مقابلہ اطمینان قلب سے کرتی رہیں۔

تقویٰ و طہارت کو کبھی ہاتھ سے نہ دیا۔ ہر سال جلسہ سالانہ قادیان پر حاضر ہونے کی کوشش کرتیں۔ اور حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر دعاؤں سے مستفید ہوتیں۔ ان کی عمر کا آخری حصہ فارغ البالی اور عبادت الٰہی میں گذرا۔ آج سے چار سال پیشتر ریلوے سٹیشن بروالہ سیداں ضلع حصار میں سخت بیمار ہو گئیں۔ جب خاکسار وہاں گیا تو ان کی حالت نازک دیکھ کر بہشتی مقبرہ کی خاطر قادیان لے آیا۔ لیکن قادیان آنے پر اللہ تعالیٰ نے صحت عطا فرما دی۔ مرحومہ بیان کرتی تھیں کہ بارگاہ الٰہی سے آواز آئی ہے کہ چونکہ ابھی تم نے ترجمہ کے ساتھ قرآن کریم نہیں پڑھا۔ اس واسطے ابھی تمہاری ضرورت نہیں۔ اس کشف کے بعد انہیں صحت ہو گئی۔ اور انہوں نے ترجمہ قرآن شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ اور دو بار ترجمہ سے قرآن شریف ختم کیا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلا لیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ صاحب کشف بھی تھیں۔ استخارہ ان کی غذائے روحانی تھا۔ خاکسار کو جب کوئی اہم معاملہ یا کسی مشکل کا سامنا ہوتا۔ تو فوراً مامی صاحبہ کی خدمت میں دعا کے لئے تحریک کرتا۔ اس دفعہ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئیں تو فرمانے لگیں کہ میں صرف جمعہ کا انتظار کرتی ہوں۔ چنانچہ جمعہ کے روز رات کے ایک بجے اپنے مولائے حقیقی سے جا ملیں۔

مرحومہ اپنے خاندان میں تعلیم یافتہ عورت تھیں۔ اس وجہ سے تبلیغ و اشاعت میں منہمک رہتیں۔ کئی بچوں کو قرآن کریم پڑھایا اور دینی تعلیم سے آگاہ کیا۔ بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت کا خاص خیال رکھتیں۔ اپنے خاوند کی نہایت فرمانبردار خدمت گذار مہمان نواز۔ خوش خلق۔ حلیم الطبع تھیں۔ سخاوت میں بڑھ کر حصہ لیتیں۔ الغرض اخلاق حسنہ کی مجسمہ تھیں اخبار الفضل کا مطالعہ جاری رکھتیں۔ اگر گھر کے کاروبار کی مصروفیت میں پڑھنے کا وقت نہ ملتا تو ماموں صاحب سے پڑھوا کر سن لیتیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے۔ اور ان کی اولاد کو ان کے اوصاف حمیدہ سے وافر حصہ عطا فرمائے۔

بالآخر میں جماعت احمدیہ امرتسر کا نہایت ممنون ہوں جس نے تکلیف اٹھا کر بھگتانوالہ جیسے اجاڑ بیابان سٹیشن پر تجہیز و تکفین میں خاکسار کا ہاتھ بٹایا۔ امیر صاحب جماعت احمدیہ امرتسر باوجود ان مصروفیتوں کے خود تشریف لائے اور مناسب ہدایات سے مستفید فرمایا۔

خاکسار:۔ حکیم محمد جمیل مصری شاہ لاہور

گوجرانوالہ میں احراریوں کی اشتعال انگیزیاں

۳۰ دسمبر گوجرانوالہ میں بعد نماز ظہر ایک جلسہ زیر اہتمام بابو عطا محمد صاحب وکیل منعقد ہوا۔ جس میں تقریباً چار پانچ سو آدمیوں کا اجتماع ہوگا۔ بابو صاحب نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ باشندگان گوجرانوالہ نے اخوت اسلامی سے ۔/۔/۵۰۱۴ روپیہ چندہ کر کے شاہ صاحب کے لئے مہیا کیا ہے۔ جو نذر کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد دو شخصوں نے نظمیں پڑھیں۔ جو جماعت کیلئے نہایت دل آزار تھیں۔ پھر عطاء اللہ بخاری نے جماعت احمدیہ کے خلاف سخت اشتعال دلایا۔ اور پانچ ہزار روپیہ کا مطالبہ کیا۔ عطاء اللہ بخاری کی اشتعال انگیز تقریر کا اثر یہ ہوا۔ کہ جلسہ کے بعد ایک شخص مسمی غلام محمد المعروف گاماں جو جلسہ سے مشتعل ہو کر آ رہا تھا۔ اس نے میری دوکان پر آ کر کہا۔ کہ یہ فوٹو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام معہ حضرت خلیفہ اول و حضرت خلیفہ ثانی جو میری دوکان پر آویزاں تھا۔ علیحدہ کر دو۔ اور پھینک دو۔ ورنہ خون ہو جائے گا۔ پھر اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دینی شروع کر دیں۔ اور قتل کی دھمکی دی۔ بہت سے آدمی بازار میں جمع ہو گئے۔ غرض احمدیوں کے خلاف لوگوں کو سخت اشتعال دلایا گیا ہے۔

خاکسار:۔ دین محمد از گوجرانوالہ

درخواست اخبار

میں یہاں اکیلا احمدی ہوں۔ تعلیم یافتہ اصحاب یہاں خاص تعداد میں ہیں۔ جو کہ احمدیت سے دلچسپی لیتے ہیں۔ کوئی صاحب استطاعت اخبار الفضل جاری کرا دیں۔

خاکسار اللہ دتا اگر گھمن کلاں ضلع گورداسپور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

پیرس ویکلی (لندن) کی تازہ اشاعت میں امریکہ کے ایک مشہور مضمون نگار مسٹر مینکن کی طرف سے یہ اطلاع شائع ہوئی ہے۔ کہ امریکہ کی ری پبلک جو دنیا بھر میں سب سے بڑی ری پبلک سمجھی جاتی ہے عنقریب ٹوٹ جائے گی۔ اور اس کی جگہ شہنشاہیت قائم ہو جائے گی۔ مسٹر مینکن کا خیال ہے کہ امریکہ کے لوگ ری پبلک سے تنگ آ گئے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں۔ کہ انگلستان کی طرح امریکہ میں بھی پارلیمنٹ قائم ہو جائے اور ملک کی حکومت ایک بادشاہ کے ماتحت ہو۔ عام خیال ہے کہ مسٹر روز ویلٹ پریذیڈنٹ امریکہ کے پہلے بادشاہ ہونگے۔

پنڈت مالویہ کے متعلق بنارس سے ۶ جنوری کی اطلاع ہے۔ کہ وہ انگلستان جانے کے لئے ایک ڈیپوٹیشن مرتب کر رہے ہیں۔ جو وہاں جا کر کمیونل ایوارڈ کے خلاف ہندوؤں کا نقطہ نگاہ پیش کرے گا۔ یہ ڈیپوٹیشن فروری کے شروع میں انگلستان روانہ ہو جائے گا۔ اور وزیر ہند اور پارلیمنٹ کے ممبروں اور دیگر برطانوی مدبروں سے ملاقات کرے گا۔

الہ آباد کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ حکومت یو پی گورنمنٹ سے خط و کتابت کر رہی ہے۔ کہ پنڈت جواہر لال نہرو کو اپنی بیوی کا علاج کرانے کے لئے یورپ جانے کی اجازت دے دی جائے۔

بمبئی کے ایک اخبار نے یہ انکشاف کیا ہے کہ سر آغا خاں ہندوستان اس غرض سے آئے ہیں۔ کہ دورہ کر کے مسلمانوں میں یہ پراپیگنڈا کریں۔ کہ وہ نئے کانسٹی ٹیوشن کی مخالفت نہ کریں۔

گوالیار کے ایک جینی مندر میں سے الہ آباد سے ۶ جنوری کی اطلاع کے مطابق تین مورتیاں چوری ہو گئیں۔ یہ تینوں مورتیاں چاندی کی بنی ہوئی تھیں۔ اور ان کا وزن چار ہزار تولہ تھا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ چوروں نے مورتیاں چوری کرنے کے بعد مندر کو آگ لگا دی۔

دہلی سے ۶ جنوری کی اطلاع کے مطابق اگرچہ اسمبلی کی کانگرس پارٹی اپنے پروگرام کے متعلق ابھی فیصلہ نہیں کر سکی لیکن معلوم ہوا ہے۔ کہ کانگرس پارٹی اس امر کی کوشش کریگی کہ دیگر قوم پرست پارٹیوں کا تعاون حاصل کر کے گورنمنٹ پر زور دیگی مسٹر سرت چندر بوس کو اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کی اجازت دے دے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اگر گورنمنٹ نے کانگرس پارٹی کا مطالبہ منظور نہ کیا۔ تو پارٹی بطور پروٹسٹ اسمبلی سے واک آؤٹ کر جائے گی۔ اور گورنمنٹ کے خلاف تحریک مذمت پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

کلکتہ سے ۷ جنوری کی اطلاع کے مطابق امرت بازار پتر کا کے نامہ نگار مقیم پٹنہ کو معلوم ہوا ہے۔ کہ اسمبلی میں کانگرس کی زبردست اکثریت اور دیگر پارٹیوں کے ارکان میں جائنٹ پارلیمنٹری رپورٹ کی مخالفت کے پیش نظر دہلی کے سرکاری حلقے اس امر کی قیاس آرائیاں کر رہے ہیں۔ کہ نئی اسمبلی میں اس امر کا ضرور امکان پیدا ہو جائے گا۔ کہ جائنٹ پارلیمنٹری رپورٹ کو مسترد کر دے۔

نئی دہلی سے ۵ جنوری کی اطلاع ہے کہ حکومت ہند صیغہ تعلیم کا ایک مرکزی مشاورتی بورڈ بنانے والی ہے۔ جو مختلف صوبجات کے تعلیمی مسائل میں ان کی راہنمائی کریگا اور مختلف صوبجات کی تعلیم پالیسی کے متعلق مشورہ دیگا اخراجات کے متعلق ایک سکیم زیر غور ہے۔

جموں سے ۵ جنوری کی اطلاع ہے کہ گورنمنٹ سلک فیکٹری کا ایک حصہ بند کر دیا گیا ہے۔ جس سے تقریباً ایک ہزار مزدور بے کار ہو گئے ہیں۔

واشنگٹن سے ۴ جنوری کی اطلاع ہے کہ صدر جمہوریہ امریکہ نے کانگرس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آج اس امر کی ضرورت ہے کہ بیکار افراد کو امدادی وظائف نہ دئے جائیں۔ بلکہ غریب طبقہ کے مکانات کو از سر نو تعمیر کیا جائے سڑکوں کو بنایا جائے۔ اور عوام کو بہتر اور ستھرے گھروں میں رہنے کا موقع دیا جائے۔

ریاست کشمیر کا توپ خانہ اور پیادہ افواج جو اب تک گلگت میں تھیں۔ نئی دہلی سے ۴ جنوری کی اطلاع کے مطابق واپس آ رہی ہیں۔ یہ خیال کہ گلگت میں کشمیر کی افواج کی باگ کسی برطانوی افسر کے ہاتھ میں ہے غلط ہے۔

جنیوا سے ۴ جنوری کی اطلاع کے مطابق حکومت حبش نے ایک احتجاجی برقیہ جمعیت کو روانہ کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ اطالوی افواج گرموگوبی کے مقام پر جمع ہو رہی ہیں۔ اور مملکت حبش کے ایک قلعہ پر حملہ کر کے انہوں نے دو افراد کو قتل کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں اطالوی جنگی ہوائی جہاز گرموگوبی پر مصروف پرواز ہیں۔ برقیہ میں درخواست کی گئی ہے کہ قیام امن کی کوشش کی جائے۔

سر آغا خاں کا ایک بیان اخبار ٹائمز آف انڈیا میں شائع ہوا ہے جس میں آپ نے کہا ہے۔ کہ اگرچہ مجوزہ اصلاحات ہماری توقعات سے کم ہیں۔ لیکن مجوزہ نظام میں ایسے لازمی امور رکھ دئے گئے ہیں۔ جن سے آخر کار ہندوستان درجہ نو آبادیات تک پہنچ سکتا ہے۔

لنڈن سے ۴ جنوری کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ نیوزی لینڈ اور آسٹریلیا کی سرحدات پر تعمیرات کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے معلوم ہوا ہے کہ حکومت آسٹریلیا کی طرف سے اس غرض کے لئے بیس لاکھ پونڈ وقف کیا گیا ہے۔

مصطفی کمال پاشا نے انگورہ کی ایک اطلاع کے مطابق ترکی کا قرضہ جنگ ختم ہونے پر ایک تقریر کی۔ جس میں کہا۔ کہ اگر دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی درہ دانیال پر کسی سے لڑائی کرے گی تو شکست کھائے گی۔

حیدر آباد سے ۷ جنوری کی اطلاع کے مطابق قلمرو آصفیہ کے حکمران اعلیٰ حضرت حضور نظام نے ایک حکم جاری کیا ہے جس میں مذہبی مبلغین کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ اپنی تقریروں میں ایسے الفاظ استعمال نہ کیا کریں۔ جو دوسرے کسی مذہب یا فرقہ کے لوگوں کے لئے باعث اشتعال ہوں۔ ورنہ انہیں سزا دی جائے گی۔

لاہور سے ۶ جنوری کی اطلاع ہے۔ کہ پنڈت مالویہ ہندوستان کے مختلف صوبجات کا دورہ کر کے اینٹی کمیونل ایوارڈ انجمنیں۔ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ایسی انجمنوں کے قیام کے متعلق بنارس میں منعقدہ نیشنلیسٹ کانفرنس میں غور کیا گیا تھا۔ اور ممبران کی اکثریت کی یہ رائے تھی۔ کہ صرف اسی صورت میں کمیونل ایوارڈ میں تبدیلی کرائی جا سکتی ہے جبکہ ان انجمنوں کے ذریعہ ہندوستان کے طول و عرض میں ایجی ٹیشن کی جائے۔

مسٹر ریمزے میکڈانلڈ نے لنڈن سے ۵ جنوری کی اطلاع کے مطابق سال نو کا پیغام دیتے ہوئے کہا۔ ۳۵ء کامن ویلتھ آف نیشنز کی تاریخ میں خاص طور پر یادگار سال رہیگا۔ کیونکہ اس سال ہندوستان کو نیا آئین ذمہ داری کے ساتھ دیا جا رہا ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ ہندوستان آئین نو کا پرتپاک خیر مقدم کرے گا۔

نیویارک سے ۶ جنوری کی اطلاع ہے۔ کہ ایک بحری جہاز "مواتا" کے قریب لہروں کے درمیان پھنس گیا۔ جہاز کے ایک حصہ میں سوراخ ہو گیا۔ اور اس میں پانی داخل ہو گیا تختہ جہاز پر اس وقت ۱۰۵ مسافر اور ۱۲۶ جہازی خطرے میں تھے۔

برلن سے ۶ جنوری کی اطلاع ہے کہ پچھلے دنوں ہر ہٹلر پرشیا میں ہوائی سیر کر رہا تھا۔ کہ اچانک ایک اور جہاز سے ہر ہٹلر کے جہاز پر گولیوں کی بوچھاڑ کی گئی۔ لیکن ہر ہٹلر بال بال بچ گیا۔ معلوم ہوا ہے کہ حملہ آور کوئی غیر ملکی شخص تھا۔ اور وہاں

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی